اے کارساز قبلۂ حاجات کارہا + آغاز کردہ ام تو رسانی بانتہا

تاریخ صد سالہ بلند شہر

و

چند واقعات ماضی و مختصر حالات غدر ۱۸۵۷ء

مولفہ

سید عبد العزیز رئیس چھپراوت ضلع بلند شہر

مطبع منشی ہر پرشاد بلند شہر میں چھپی

ڈیڈیکیشن

اپنے محسن و قدردان جناب مسٹر ڈبلیو۔ ای۔ جے ڈالس صاحب بہادر آئی سی۔ ایس مجسٹریٹ و کلکٹر ضلع بلند شہر کی خدمت مین یہ ناچیز تالیف پیش کرتا ہون

گر قبول افتد زہے عز و شرف

بلا امداد صاحب بہادر کے اس کا تکمیل کو پہونچنا غیر ممکن تھا۔ جو کچھ امداد صاحب بہادر نے فرمائی اوسکا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون اور اون کے حق مین دعا کرتا ہون۔

الٰہی در جہان باشی باقبال
جوان بخت و جوان دولت جوان سال

سید عبد العزیز

ایڈریس

یورایکسیلنسی

الٰہی بخت تو بیدار بادا | ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گلِ اقبال تو دایم شگفتہ | بچشم دشمنانت خار بادا

May Almighty God render thy luck happy,
May the fortune be thy eternal friend,
The flower of thy grandeur be ever blooming,
Be it a thorn in the eyes of thy foes.

خدا کا شکر ہے کہ آپ نے ہمارے ضلع کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے روشنی بخشی۔ آپ منجملہ اون چار صاحبون کے ہین جو بلند شہر مین کلکٹر و مجسٹریٹ رہنے کے بعد معزز عہدہ لفٹنٹ گورنری صوبہ پر ممتاز ہوئے ہین۔ تین صاحب لفٹنٹ گورنر ہوئے اور آپ کو اللہ تعالی نے گورنری عطا فرمائی۔ حضور والا ۱۸۹۸ء مین اس ضلع مین رونق افروز تھے۔ اس چھبیس برس کے زمانہ مین بلند شہر کی صورت بالکل بدل گئی ہے۔ ریلوے جاری ہوگئی۔ کلاک ٹاور۔ جدید شفاخانہ۔ کچہری دیوانی۔ گنج پختہ۔ مدرسہ تعلیم زراعت و تجارت وغیرہ وغیرہ غرضیکہ یوماً فیوماً گورنمنٹ انگلشیہ کے زیر سایہ بلند شہر کو ترقی ہو رہی ہے۔

۱۸۲۴ء سے جب سے یہ ضلع قایم ہوا اسوقت ۱۹۲۴ء تک صد سالہ مختصر حالات مجھ ناچیز نے بکوشش تمام تلاش کر کے تحریر کئے ہین جو عرض کرتا ہون امید

ہے کہ دلچسپی سے خالی نہونگے۔

اسوقت بہت سے وہ صاحب یہان موجود ہین جنکے آبا واجداد نے زمانہ غدر مین سرکار انگریزی کی خدمات کین اور خیر خواہ رہے جسکے معاوضہ مین سرکار نے ازراہ قدردانی خلعت وجاگیرین عطا فرمائین۔ اب بھی ہم سب بادل وجان سرکار کے خیرخواہ وجان نثار رہین۔

۱۔ نواب محمد مکرم علیخان صاحب ممتاز الدولہ رئیس بہاسو

۲۔ نواب محمد احمد سعید خان صاحب رئیس چھتاری۔ ازروے ریفارم جدید گورنمنٹ نے انکو عہدہ منسٹری صوبہ عطا فرمایا۔ آپ اِس ضلع کے رئیسون مین پہلے منسٹر ہین۔

۳۔ راؤ گرراج سنگھ صاحب رئیس کچیسر

۴۔ آغا سید محبوب علیشاہ صاحب گورنمنٹ پولیٹیکل پنشن ہولڈر

۵۔ چودھری رگھوراج سنگھ صاحب رئیس شکارپور

۶۔ کنور محمد تحسین علیخان صاحب رئیس کھیلیا

۷۔ سید عبدالعزیز مولف کتاب ہذا رئیس چھپراوت

۸۔ منشی محمد خان صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ

۹۔ چودھری رام داس صاحب رئیس بھٹونہ

۱۰۔ چودھری امر سنگھ صاحب رائے بہادر رئیس پالی

۱۱۔ منشی شاہ محمد خان صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ

۱۲۔ چودھری رگھوبیر سنگھ صاحب رئیس جیورہ

اب تاریخ شروع کرتا ہون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنگ مہابھارت کے دو تین صدیوں کے بعد ایک شخص راجہ اہیرن قوم تنور نے بلند شہر آباد کیا۔ بلند شہر اپنے بانی کے نام سے برن مشہور ہوا۔ کاغذات سرکاری وغیرہ میں ابتک اسکا نام برن لکھا جاتا ہے۔ (واللہ اعلم)

چونکہ یہ قصبہ کالی ندی کے کنارہ پر گرد و نواح کے کھادر سے بہت بلند تھا اسلئے عوام میں اسکا نام اونچا نگر مشہور ہوا۔ پھر مہذب زمانہ میں یہ نام بلند شہر سے تبدیل ہوا سلطان محمود غزنوی کے حملات کے زمانہ میں راجہ ہردت قوم ڈور کا بلند شہر پر قبضہ تھا۔ راجہ ہردت نے شہر میں ایک قلعہ تعمیر کرایا جسکا موقعہ اب بالائے کوٹ مشہور ہے ۱۱۹۳ء میں قطب الدین ایبک سپہ سالار سلطان شہاب الدین غوری نے جو بعد کو سلطان موصوف کا جانشین ہوا علیگڈھ میرٹھ۔ بدایون اور بلند شہر پر بزور شمشیر قبضہ کیا۔ اوس وقت بلند شہر پر راجہ چندرسین ڈور قابض تھا۔ فوج غوری نے اوسکو معہ فوج کے پامال کر دیا اور شہر پر قبضہ کیا۔ اس جنگ میں ایک فوجی افسر خواجہ لعل علی فوج غوری کا شہید ہوا۔ اوس کا مزار شہر سے مشرق کی طرف ندی پار ابتک بنام مزار خواجہ لعل برنی مشہور ہے۔ اہل اسلام میں یہ مزار مقدس شمار کیا جاتا ہے۔

راجہ کے خاندان کے ایک شخص مسمی اجے پال ڈور نے اسلام قبول کیا اوس کو ملک محمد درازقد کا خطاب دیا گیا اور شہر کے چودہرات کا عہدہ معہ کچھ جاگیر کے عطا ہوا۔ سلطان شہاب الدین غوری کا فرمان بنام ملک محمد درازقد کے اسوقت تک اس خاندان میں موجود ہے۔ یہ لوگ چودھری ٹٹے مشہور ہیں کیونکہ یہ لوگ زیادہ تر جھگڑالو تھے اس وجہ سے ٹنٹے کا لقب مشہور ہوا۔ بلند شہر کی حکومت کا عہدہ قاضی نورالدین غزنوال کو جو

بادشاہ کے ہمراہ ولایت سے آیا تھا عطا ہوا۔ قاضی موصوف کے ورثا اب تک بلندشہر میں
موجود ہیں اور قاضی کہلاتے ہیں۔ سنہ ۱۸۲۴ء میں ضلع بلندشہر قایم کیا گیا۔ سکندرآباد
وغیرہ گیارہ پرگنے ضلع میرٹھ کے اور خورجہ وغیرہ پانچ پرگنے ضلع علیگڈھ کے شامل ہوکر
بلندشہر کی کلکٹری علیحدہ مقرر ہوئی۔ ضلع قایم ہونیکے بعد سب سے بڑا حادثہ سنہ ۱۸۳۷ و ۱۸۳۸ء کا
خوفناک قحط ہوا۔ غلہ فی روپیہ آٹھ سیر ہوگیا اور سرکار انگریزی نے جمع مالگذاری نصف
فرمادی۔ سنہ ۱۸۴۹ء کے بعد سات برس کے اندر دو کام قابل یادگار ہوئے۔ ایک نہر گنگ
کا اجرا۔ دوسرا تعلیم عامہ کیلئے مدارس حلقہ بندی کا انتظام۔ ملک کا امن و آسودگی
اوج پر پہونچ گئی تھی کہ ناگاہ سنہ ۱۸۵۷ء میں فوج کا بلوہ بشکل قہر الہی نازل ہوا اور تمام ملک
درہم برہم ہوگیا

سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد تین واقعات عظیم ہوئے۔ اول سنہ ۱۸۶۰ و ۱۸۶۱ء کا قحط۔ دوم
سنہ ۱۸۶۸ و ۱۸۶۹ء کا قحط۔ سوم بندوبست ضلع

(۱) انگریزی کا سب سے پہلا مدرسہ اس ضلع میں مسٹر جارج ڈی ڈاس ٹرنبل صاحب
مجسٹریٹ و کلکٹر ضلع نے سنہ ۱۸۵۵ء میں بمقام بلندشہر جاری کیا تھا۔ اوس مدرسہ کا خرچ
تخمیناً اکیسو روپیہ ماہواری صاحب موصوف ایک برس تک اپنی جیب خاص سے دیتے رہے
اور انگریزی کے علاوہ اس مدرسہ میں اردو۔ فارسی اور ہندی بھی پڑھائی جاتی تھی۔ کل
اکیسو طالب علم جمع ہوگئے تھے منجملہ اونکے چالیس لڑکے انگریزی پڑھتے تھے لیکن جب
مدارس تحصیلی جاری ہوئے تو یہ مدرسہ خاص بلندشہر کے تحصیلی مدرسہ میں شامل کردیا گیا
اور انگریزی تعلیم موقوف ہوگئی۔ اس سے طالبعلموں کو بہت رنج ہوا۔ پھر سات برس
تک کوئی انگریزی مدرسہ ضلع میں نہ رہا حالانکہ لوگوں میں انگریزی تعلیم کی خواہش بڑھتی

جاتی تھی۔ القصہ سنہ ۱۸۶۲ و ۱۸۶۳ء مین بڑے بڑے قصبون کے ذی مقدور رئیسون نے
آپس مین چندہ کرکے درخواست کی کہ قصبات مذکورین انگریزی مدارس بموجب قاعدہ
امداد سرکاری کے جاری کئے جائین۔ یہ درخواست منظور ہوکر بلندشہر کا انگریزی مدرسہ
ماہ فروری سنہ ۱۸۶۳ء مین مقرر ہوا اور خورجہ وسکندرآباد وڈبائی کے انگریزی مدرسے
ماہ نومبر سنہ ۱۸۶۴ء سے اور انوپشہر کا ماہ جنوری سنہ ۱۸۶۵ء سے جاری ہوئے اور اسی قاعدہ
پر انگریزی مدرسہ قصبہ جیور مین ماہ دسمبر سنہ ۱۸۶۷ء مین شروع ہوا ہے۔ بلندشہر کا انگریزی
مدرسہ جو پیشتر اینگلو ورنیکیولر کہلاتا تھا ماہ اپریل سنہ ۱۸۶۷ء سے ضلع اسکول کہلاتا ہے
اور خورجہ کا مدرسہ بہت عرصہ تک ناقص حالت مین رہکر آخرش گورنمنٹ کے حکم سے
سنہ ۱۸۶۸ء کے آخر مین برخاست کیا گیا۔

نہر گنگ سنہ ۱۸۵۴ء سے جاری ہے لیکن آبپاشی سنہ ۱۸۵۵ء سے ہوتی ہے
اگرچہ نہر گنگ کے پانی کو اہل ہنود خاص گنگا جل کی برابر شناس نہین سمجھتے ہین تاہم
جمنا کے سوا اور سب ندیون کے پانی سے بہتر جانتے ہین اور یہی وجہ ہے کہ تیوہارون
پر ہزارون مرد وعورت نہر کے گھاٹون پر اشنان کے واسطے جمع ہوتے ہین۔ نہر
کے جاری ہونے سے رعایا کی تندرستی مین کچھ بہت فرق نہین آیا البتہ سابق
کی نسبت آب وہوا مین کسی قدر رطوبت زیادہ آگئی ہے۔

ضلع بلندشہر قایم ہونے کی تاریخ سے ۱۹۲۴ء تک صاحبان کلکٹر و مجسٹریٹ کے اسماے گرامی معہ تاریخ و سنہ

(۱) مسٹر رابرٹ لوتھر صاحب - ۲۶ فروری سنہ ۱۸۲۴ء سے ۱۵ مارچ سنہ ۱۸۳۲ء تک قصبہ بلندشہر و سکندرآباد کی آبادی بڑھانے مین بہت کوشش کی - دونون قصبون مین ایک ایک سرائے بنوائی - سکندرآباد مین ایک گنج آباد کیا - ان کے وقت مین ضلع قایم ہوا -

(۲) مسٹر جے ایم ٹیرنی صاحب - ۱۶ مارچ سنہ ۱۸۳۳ء لغایت سنہ ۱۸۳۷ء ضلع مین رہے - ان کے وقت مین مجسٹریٹی کا کام صاحبان کلکٹر کے تعلق ہوا - سنہ ۱۸۳۵ء کے قریب جیلخانہ تعمیر ہوا -

(۳) مسٹر این بروڈٹ صاحب - مارچ سنہ ۱۸۳۸ء لغایت آخر سنہ ۱۸۴۲ء اس ضلع مین رہے - ان کے وقت مین معافیون کی تحقیقات بموجب قانون دوم سنہ ۱۸۱۹ء عمل مین آئی - خورجہ سے گلاوٹھی تک سڑک اعظم اور بلندشہر سے سکندرآباد تک سڑک پختہ تیار ہوئی اور بندوبست آئین نہم سنہ ۱۸۳۳ء اختتام کو پہونچا -

(۴) مسٹر جے - الیف کلارک صاحب - شروع سنہ ۱۸۴۳ء سے ۴ مارچ سنہ ۱۸۴۵ء تک ضلع مین رہے - ان کے عہد مین ضلع کی پرگنہ بندی کا نیا انتظام ہوا اور عملون کی تنخواہ بڑھائی گئی -

(۵) مسٹر آگسٹس اڈنی جیلی بلوڈن صاحب - ۵ مارچ سنہ ۱۸۴۵ء سے ۳ اپریل سنہ ۱۸۵۲ء تک اس ضلع مین رہے اور اسی جگہ فوت ہوئے - انتظام پولس انکے وقت مین نہایت عمدہ رہا

(۶) جارج ڈنڈاس ٹرنبل صاحب ۔ ۱۸۵۴ء سے ۲۱ اپریل ۱۸۵۷ء تک اس ضلع کے کلکٹر و مجسٹریٹ رہے ۔ آپکے عہد مین بلندشہر کے زیر کوٹ کا بازار وسیع اور آراستہ کیا گیا صاحب موصوف کی توجہ تعلیم کی طرف بہت رہی۔

(۷) مسٹر برنڈ سیپٹ صاحب ۔ ۲۲ اپریل ۱۸۵۷ء سے ۲۴ اپریل ۱۸۵۸ء تک اس ضلع مین رہے ۔ اس عرصہ مین مشہور غدر (بغاوت فوج) ہوا۔

(۸) مسٹر چارلس کری صاحب ۔ ۲۴ اپریل ۱۸۵۸ء سے ۲۲ نومبر ۱۸۵۹ء تک ضلع مین رہے ۔ اس عرصہ مین صاحب موصوف نے ضلع کا بندوبست شروع کرکے منجملہ ۱۳ پرگنون کے دو کا بندوبست ختم کردیا اور بلندشہر کے بالائے کوٹ کی سڑک معہ بازار درست کرائی ۔

(۹) مسٹر جارج ہملٹن فرلنگ صاحب ۔ ۳۰ جنوری ۱۸۶۰ء سے ۶ جون ۱۸۶۱ء تک اس ضلع مین کلکٹر و مجسٹریٹ رہے ۔ اس عرصہ مین پرگنات پہاسو و شکارپور و ڈبائی و انوپشہر کا بندوبست کیا اور بمقام انبالہ وفات پائی ۔

(۱۰) مسٹر ولیم ہنری لو صاحب ۔ ۷ اگست ۱۸۶۱ء سے ۳۰ جولائی ۱۸۶۲ء تک اس ضلع کے کلکٹر و مجسٹریٹ رہے ۔ اس عرصہ مین پرگنات پہاسو ۔ جیور ۔ اہار و سیانہ کا بندوبست کیا اور یہین فوت ہوئے ۔ انگریزی مدرسہ اور شفاخانہ کی بنیاد ان کے عہد مین ہوئی ۔ ان کی وفات کے بعد ان کے دوستون نے چندہ کرکے ایک یادگار تعمیر کرایا جو کچہری کے احاطہ مین بلقب لو میموریل مشہور ہے ۔

(۱۱) مسٹر رابرٹ سمسن صاحب ۔ ۲۷ دسمبر ۱۸۶۲ء سے ۱۹ مارچ ۱۸۶۳ء تک رہے بہت خوش اخلاق مشہور ہین ۔

(۱۲) مسٹر جارج ریڈ کالج صاحب ۔ ۲۰ مارچ ۱۸۶۳ء سے ۶ اکتوبر ۱۸۶۳ء تک رہے ۔

مین انتقال کیا۔ مکان دھرمشالا واقع بالائے کوٹ انہین صاحب کا تعمیر کرایا ہوا ہے

(۱۳) مسٹر ہنری گاڈفری کیپن صاحب - ۲۲ نومبر ۱۸۶۳ء سے ۱۶ اپریل ۱۸۶۵ء تک اس ضلع مین رہے۔

(۱۴) مسٹر ہنری ڈیوڈ وبسٹر صاحب - ۱۷ اپریل ۱۸۶۵ء سے ۶ اگست ۱۸۶۷ء تک بلندشہر کے مجسٹریٹ و کلکٹر رہے - ان کے عہد مین ضلع مین سرکاری عمارتین اور سڑکین بہت تیار ہوئین شفاخانہ - مدرسہ - ڈاکخانہ - سیڑھیان بالائے کوٹ جانے کے لئے متصل تحصیلی مدرسہ اور عالیشان عمارت سرائے قریب چولہ ریلوے اسٹیشن اور ضلع کے چارون کلان قصبات مین سرکاری عمارتین تعمیر کرائین - صاحب بہادر بہت مغلوب الغضب مشہور ہین لیکن منصف اور عادل تھے۔

(۱۵) مسٹر کیپرنس نتھنی ڈانیال صاحب - ۷ اکتوبر ۱۸۶۷ء سے ۱۶ جولائی ۱۸۶۹ء تک رہے

(۱۶) مسٹر ہنری ڈیویس ولاک صاحب - ۲۳ اگست ۱۸۶۹ء سے ۴ مئی ۱۸۷۴ء تک اس کلکٹر و مجسٹریٹ رہے - نمائش گاہ بلندشہر انہین صاحب نے شروع کرائی - بہت خوش اخلاق اور نیک دل تھے -

(۱۷) ان کے بعد مسٹر سی - ڈبلیو ٹرنر صاحب مجسٹریٹ و کلکٹر بلندشہر مین رہے - ۱۸۷۴ء سے ۱۸۷۸ء تک -

(۱۸) مسٹر الف - ایس گروس صاحب ۱۸۷۸ء سے ۱۸۸۴ء تک - بلندشہر و خورجہ و ڈبائی بونکور وغیرہ مین انھین کے وقت مین بڑی بڑی عمارات تعمیر ہوئین - منجملہ اون کے بلندشہر مین لائنل تالاب و ٹاؤن ہال و گروس گنج و ندی کا پل وغیرہ ہین - اسی طرح

خزانہ وغیرہ میں بھی - (چند روز مسٹر بانیہ صاحب رہے) مسٹر لنگ صاحب ۱۸۸۵ء

(۱۹) مسٹر وی - الیف اڈیس صاحب - ۱۸۸۵ء سے ۱۸۹۱ء تک

(۲۰) مسٹر ایچ - ایچ بینٹ صاحب - ۱۸۹۱ء بلند شہر میں وفات پائی - اون کی جگہ مسٹر سوپ صاحب چند روز رہے -

(۲۱) مسٹر ایل - اے - ایس پورٹر صاحب - اکتوبر ۱۸۹۲ء سے جنوری ۱۸۹۶ء تک -

(۲۲) مسٹر ڈبلیو - ایچ مولینڈ صاحب - فروری ۱۸۹۶ء سے اگست ۱۸۹۶ء تک -

(۲۳) مسٹر جی - ڈبلیو انگرم صاحب - ستمبر ۱۸۹۶ء

(۲۳) ایچ - الیف بارٹ لیٹ صاحب - اکتوبر ۱۸۹۶ء سے اپریل ۱۸۹۷ء تک -

(۲۴) مسٹر آر گریون صاحب - مئی ۱۸۹۷ء سے نومبر ۱۸۹۷ء تک

(۲۵) مسٹر ای - ایچ ریڈیچی صاحب - نومبر ۱۸۹۷ء سے مارچ ۱۹۰۰ء تک

سر ولیم میرس صاحب ستمبر ۱۸۹۸ء میں تا مقام مجسٹریٹ و کلکٹر رہے

(۲۶) مسٹر ای - ایچ الیٹر رتھ صاحب - مارچ ۱۹۰۰ء سے دسمبر ۱۹۰۰ء تک

(۲۷) مسٹر الیف - ڈبلیو براون رگ صاحب - دسمبر ۱۹۰۰ء سے جولائی ۱۹۰۱ء تک - انکی جگہ برائے چندے مسٹر ایم کین صاحب قائم مقام رہے -

(۲۸) مسٹر جی باور صاحب - جولائی ۱۹۰۱ء سے دسمبر ۱۹۰۲ء تک

انکی جگہ برائے چندے مسٹر اے - ڈبلیو آر کول صاحب قائم مقام رہے -

(۲۹) مسٹر اے - پی - فورڈ صاحب - جنوری ۱۹۰۳ء سے دسمبر ۱۹۰۷ء تک

(۳۰) مسٹر ٹی - ڈبلیو پارس صاحب - دسمبر ۱۹۰۷ء سے مارچ ۱۹۱۱ء تک

(۳۱) مسٹر ای - ڈی - ایم ہمفریز صاحب - مارچ ۱۹۱۱ء سے دسمبر ۱۹۱۴ء تک

(۳۱) مسٹر سی۔ اے ممفورڈ صاحب۔ دسمبر سنہ ۱۹۱۴ء سے اپریل سنہ ۱۹۱۹ء تک

(۳۲) مسٹر سی۔ ایم کالٹ صاحب۔ اپریل سنہ ۱۹۱۹ء سے جون سنہ ۱۹۲۰ء تک

برائے چندے سیٹھ لچھمن سروپ صاحب قایم مقام رہے

(۳۳) مسٹر کے۔ جی ہارپر صاحب۔ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء سے جنوری سنہ ۱۹۲۱ء تک

(۳۴) مسٹر ڈبلیو۔ ای۔ جے ڈالس صاحب۔ جنوری سنہ ۱۹۲۱ء سے تاحال موجود ہین

برائے چندے خان بہادر سید زین الدین صاحب اور خان صاحب سید ابو محمد صاحب قایم مقام رہے۔

سید عبد العزیز رئیس چھپراوت مقام بلندشہر
مورخہ ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء

نام اون صاحبان کے جو بلندشہر مین کلکٹری یا جنٹی پر تھے اور بعد کو اس صوبے کے لفٹنٹ گورنر ہوے

(۱) سر الفرڈ لائیل صاحب۔ سنہ ۱۸۵۷ء مین بلندشہر مین جائنٹ مجسٹریٹ رہے۔

(۲) سر جی۔ جے۔ ڈی لاٹوش صاحب۔ سنہ ۱۸۶۲ء مین بلندشہر مین سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے۔

(۳) سر ایل۔ اے۔ ایس۔ پورٹر صاحب۔ سنہ ۱۸۹۳ء مین بلندشہر مین کلکٹر تھے۔

(۴) سر ولیم میسٹن صاحب۔ ۱۲ ستمبر سنہ ۱۸۹۸ء سے ۲۱ ستمبر سنہ ۱۸۹۸ء تک ضلع مین کلکٹر مجسٹریٹ رہے۔ اب آپ گورنر ہین۔

انتخاب رپورٹ مسٹر برنڈ سپیٹ صاحب سی-ایس مجسٹریٹ و کلکٹر ضلع بلندشہر بابتہ سال ۱۸۵۷ء و ۱۸۵۸ء

ایام غدر

مسٹر سپیٹ صاحب بہادر تحریر فرماتے ہیں کہ میرٹھ کی فوج کے باغی ہونے کا حال سنتے ہی میں نے ضلع بلندشہر کے سب تعلقہ داروں کو لکھا کہ ہماری مدد کے لئے گھوڑے اور آدمی بھیجکر اور اپنے اپنے علاقہ کے دیہاتوں کو بلوہ سے باز رکھکر سرکار میں اپنی خیرخواہی ثابت کریں۔ بجواب اسکے راو گلاب سنگہ رئیس کوچیسر نے فوراً کچھ سوار اور سپاہی مسلح میرے پاس بھیجدئے اور محمود علی خان رئیس چھتاری اور مراد علی خان رئیس پہاسو اور عبداللطیف خان رئیس خانپور اور لچھمن سنگہ رئیس شکارپور نے بھی اپنی اپنی وسعت کے موافق آدمی بھیجے۔ اس امداد کی وجہ سے میں نے پولیس کے تھانوں میں جہانتک ممکن تھا سپاہی زیادہ کردئے۔ عنایت اللہ خان اور عبدالرحمن خان ساکنان چندیرو اور رتن سنگہ و شادی رام و نوبت سنگہ جاٹان سہرہ و سید پور سے میں نے وعدہ کیا کہ اگر عرصہ معین میں ایک ایک ترپ سوار مہیا کر دوگے تو سرکار میں مستقل نوکری پاوگے۔ تاریخ ۲۰ مئی ۱۸۵۷ء تک میرے پاس قریب دو سو جوان کے ہوگئے اور اُن میں سے میں نے اکثر کو ضلع کے اون مقامات پر تعینات کردیا جہاں رعیت کی طرف سے احتمال بلوہ کا زیادہ تھا۔

غدر شروع ہونے سے تین ہفتہ پیشتر مسٹر ٹرنل صاحب مجھکو کلکٹری

مجسٹریٹی ضلع کا کام سپرد کر چکے تھے لیکن ابھی ضلع سے روانہ ہونے نہ پائے تھے کہ بلوہ شروع ہو گیا۔
صاحب موصوف نے اپنی کارگزاری سے مجھے بہت مدد دی چونکہ وہ ضلع کے حالات سے
بخوبی واقف تھے اسلئے یہ مدد نہایت مفید ہوئی۔ مسٹر میلول صاحب جائنٹ مجسٹریٹ
اور مسٹر لائیل صاحب اسسٹنٹ مجسٹریٹ کو اپنے ہمراہ لیکر مسٹر ٹرنبل صاحب چند مرتبہ پرگنات
سکندرآباد و دادری دوڑ لیگئے کیونکہ وہ علاقہ بسبب کثرت آبادی گوجرون کے زیادہ
مفسد تھا اور گوجرون نے میرٹھ اور دہلی کے حالات سنتے ہی ہر طرف لوٹ مار کرنا اور
ڈاک بنگلون کو جلانا تار برقی کو توڑنا شروع کر دیا تھا۔ ایک دوڑ مین صاحب موصوف
بمدد چند سپاہیان رجمنٹ نمبر علاقہ مذکور سے چھیالیس گوجرون کو گرفتار کر لائے تھے اور وہ
لوگ جیلخانہ مین قید کئے گئے۔ مین نے صاحب افسر کمان علیگڈھ سے درخواست کی تھی
کہ ایک انگریزی افسر معہ چند سپاہیون کے میرے پاس بھیجدین تاکہ بلندشہر کے خزانہ کا
گارڈ پوری کمپنی ہو جائے۔ اس درخواست کو میجر الیٹ صاحب نے بہت مہربانی سے منظور
کر کے لفٹننٹ راس صاحب کو بھیجا اور صاحب موصوف نے بہت اچھی کارگذاری اس
منصب مین کی لیکن ضلع کے صدر مقام سے کچھ بھی فاصلہ پر انتظام رکھنے کے لئے فوج نگی
کی ایک کمپنی ہرگز کافی نہ تھی۔ ہماری مدد کے لئے آٹھوین رسالہ کے کچھ سوارون کو بریلی
سے روانہ ہونے کا حکم ہو گیا تھا لیکن اون کے نہ پہونچنے سے مجھکو بہت مایوسی ہوئی لیکن
دریافت ہوا کہ کرنل ٹروپ صاحب کمانیر بریلی اس حکم کی تعمیل سے معذور تھے اور یہ بات
ہمارے واسطے اچھی ہوئی کیونکہ بعد کو اون تمام سوارون سے بڑی بدکرداری ظہور مین
آئی۔ نواب صاحب رامپور نے بھی سوا کچھ مدد نہ بھیجی حالانکہ حضور لفٹننٹ گورنر بہادر نے
اونکو لکھا تھا کہ کچھ سوار بھیجدین۔ اب صرف سفرمینا بٹالین کی دو کمپنیان آنے کی

امید رہ گئی لیکن یہ امید بھی بہت عرصہ تک پوری نہوئی نہ کچھ سبب دریافت ہوا
کہ یہ مدد کیون ہمارے پاس نہ پہونچی۔ حالانکہ دونون کمپنیون کے روانہ ہونیکی خبر ہمکو
ملچکی تھی۔ مین نے جنرل ہیوٹ صاحب کو بار بار لکھا کہ کچھ انگریزی سپاہی میرے
پاس بھیجدین تاکہ مین بلندشہر سے خزانہ میرٹھ کو اونکی حفاظت مین روانہ کردون لیکن
صاحب موصوف نے میری درخواست منظور نہ کی۔ میری ابتک یہ رائے ہے کہ سرکاری
خزانہ کا دولاکھ روپیہ نقد اور بہت سا قیمتی مال بچانیکے لئے تھوڑا سا خطرہ اوٹھانا
بیجا نہ تھا۔ قریب ۱۶ مئی ۱۸۵۷ء کے ایک آدمی پرچہ کاغذ لیکر ہمارے پاس آیا۔
وہ پرچہ دستخطی مسٹر ڈرامنڈ صاحب مجسٹریٹ آگرہ اور مکلوڈ صاحب میجر بلیٹن انجنیر
کا تھا اوسمین لکھا تھا کہ فوج باغی کی خبر آگرہ پر آنیکی ہے اسلئے جملہ افسران سرکاری کو
چاہئے کہ خود آگرہ چلے آدین کیونکہ قلعہ آگرہ کے سواے اور کوئی جگہ محفوظ نہین ہے
مین نے اوس آدمی کو مخبر سمجھکر گرفتار کرایا لیکن جب آگرہ سے دریافت کیا گیا تو معلوم
ہوا کہ بیان اوسکا صحیح تھا۔ جس غرض سے یہ قاصد ہمارے پاس بھیجا گیا تھا وہ صاف
ظاہر ہوئی لیکن ہم لوگون نے فوج باغی کی مہمل افواہ پر بلندشہر کو چھوڑنا واہیات سمجھا۔
ہم کو اسبات کا یقین تھا کہ ہمارے اوپر دہلی سے حملہ ہوگا لیکن خدا کے فضل سے ہم اوس حملہ
سے محفوظ رہے حالانکہ دہلی سے بہت قریب تھے اور ہماری طرف فوج باغی کے آنیکا سبب
بھی اچھا حاصل تھا غرضکہ ۲۰ تاریخ تک روز بروز حالت ابتر ہوتی گئی۔ تاریخ مذکور کی
رات مین مجھکو خبر ملی کہ کل صبح ہمارے اوپر حملہ ہوگا لیکن نوین رجمنٹ کے سپاہیون سے
ابھی تک کوئی آثار بغاوت ظاہر نہین ہوئے تھے مگر چال چلن اونکا اچھا نہ تھا اسواسطے
گوجرون کے حملے سے ہم خوف تھے بشرطیکہ اونکے ساتھ دہلی کی مدد نہو۔ ابھی تک ضلع کے نامی

آدمیون سے کوئی شریک باغیون کا نہوا تھا بلکہ سب متعلقہ دارالفنا سرکار گورنمنٹ کی خیرخواہی کا دم بھرتے تھے - ناگاہ ۱۲ مئی ۱۸۵۷ع کو صبح کو مسٹر واٹسن صاحب مجسٹریٹ و کلکٹر علیگڈھ نے یہ ضروری خوفناک خبر مجھکو بھیجی کہ تمام نومین رجمنٹ کے سپاہیون نے علیگڈھ مین بلوہ کردیا اور انگریزی افسر سب آگرہ کو چلے گئے - چونکہ کچھ شک نتھا کہ پلٹن نامبردہ کے سپاہی جو بلندشہر مین موجود تھے اس خبر کے سنتے ہی فوراً باغی ہونگے اسلئے مین نے اوسی وقت اپنے دل مین تجویز کیا کہ صاحب لوگون کی بیبیون اور لڑکے بالون کو فوراً میرٹھ بھیجدینا چاہیئے - اس تجویز کے مطابق اون کو ہمراہی چند افسرون کے جو میرٹھ کی طرف جانے کے لئے بلندشہر مین ٹھیرے ہوئے تھے روانہ کیا اور اونکی حفاظت کو کچھ سوار رسالون کے اور کچھ جوان جدید بھرتی کے بھیجدیئے - اب بلندشہر مین ہم صرف سات انگریز باقی رہگئے یعنی لفٹننٹ راس صاحب متعلقہ رجمنٹ نہم ہندوستانی اور مسٹر ٹرنبل صاحب و مسٹر میلول صاحب و مسٹر لائل صاحب اور مین مسٹر سپٹ صاحب اور ہیڈ کلرک مسٹر ٹینٹ صاحب اور اوسکا بیٹا - دوپہر کو دو بجے اوسی روز دادری سے ایک آدمی نے آکر خبر دی کہ آج شام کو پانچ بجے تک گوجرون کی جماعت کا حملہ تمھارے اوپر ہوگا پھر ساڑھے چار بجے خبر ملی کہ نومین رجمنٹ ہندوستانی کا ہیڈ کوارٹر علیگڈھ سے خورجہ پہنچگیا اب مجھکو سخت فکر ہوئی کہ خزانہ سرکاری کو میرٹھ روانہ کرنیکی کچھ تدبیر کرنی چاہیئے - مین اوسی وقت خزانہ مین لفٹننٹ راس صاحب کے پاس گیا اور اون سے کہا کہ گاڑیان تیار ہین خزانہ لدوادو - خزانے کی تالیان اوسوقت موجود نتھین اسواسطے مین نے صندوقون کو توڑا اور تھیلیون کو سپاہیون سے گاڑیون مین لدوانا شروع کیا - مین اپنی کوٹھی پر مسٹر ٹرنبل صاحب اور میلول صاحب اور لائل صاحب کو لانیکے واسطے

گیا اور سواران رسالہ اور سواران کلکٹری کو مین نے حکم دیا کہ ہمارے ساتھ میرٹھ چلنے کو
تیار ہون۔ اس حکم کی تعمیل پر صرف ۲۵ سوار مستعد ہوئے اون کو ہمراہ لیکر ہم پھر خزانہ کو
گئے۔ میری کوٹھی کے احاطہ مین نو سے گھوڑے عربی بندھے ہوئے تھے جو چند روز پیشتر
میرٹھ کو جاتے ہوئے بلند شہر مین ٹھیر گئے تھے۔ آنکی حفاظت کیلئے چھوٹا سا گارڈ نوین پلٹن
کے سپاہیون کا اور چوالیسوین ہندوستانی پلٹن کا ساتھ تھا۔ مجھکو اپنے دل مین یقین
تھا کہ یہ بیش قیمت گھوڑے اگر ابھی روانہ کیئے جائینگے تو گارڈ اون کو بخیر و عافیت میرٹھ
پہونچا دیگا لیکن جنرل ہیوٹ صاحب نے میری چٹھی کے جواب مین صاف لکھ بھیجا کہ
ان گھوڑون کو بلند شہر سے آگے ہرگز روانہ مت کرو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سب گھوڑے ضائع
ہو گئے حالانکہ اسوقت گھوڑون کی بہت ضرورت تھی۔ القصہ جب مین دوبارہ خزانہ
پر پہونچا تو لفٹنٹ راس صاحب نے مجھسے کہا کہ سپاہی تھیلیون کو اپنے اپنے لئے اٹھانے
لگے ہین اور یہ بھی دریافت ہوا کہ اپنے ہیڈ کوارٹر کے باغی ہو جانیکی خبر ان سپاہیون کو
ملگئی ہے۔ لیکن صاحب موصوف نے قائل ہو کر اونکو حکم دیا کہ میرٹھ کو کوچ کرو۔ یہ
حکم دیا ہی گیا تھا اور ہنوز سپاہیون کو اوسکی تعمیل یا عدم تعمیل کا جواب دینے کی فرصت
نہ ملی تھی کہ گوجرون کے گروہ کے گروہ سڑکون پر شہر کی طرف آتے ہوئے نظر پڑے خزانہ
سپاہیون کے ہاتھ مین چھوڑکر ہم نے گوجرون کی طرف گھوڑے دوڑائے اور اون کے
عظیم گروہ کو منتشر کر دیا۔ ٹرنبل صاحب اور راس صاحب اور لائل صاحب نے شہر
کا راستہ لیا اور رسالہ کے چند سوارون کی مدد سے بہت گوجرون کو جو شہر مین واسطے
لوٹ مار کے داخل ہو چکے تھے قتل اور زخمی کیا۔ جیل گارڈ کے سپاہیون نے اوس گروہ
کے پہونچتے ہی جیلخانہ کا پھاٹک کھولدیا اور قیدیون کو نکل جانے دیا اگرچہ اونھون نے

بھاگ گئے ہوئے قیدیوں پر بندوقین چھوڑین لیکن اس طرح پر کہ نقصان نہو۔ مین (مسٹر
سپیٹ صاحب) اور مسٹر میلول صاحب دوسری طرف کھیتون مین ہوکر گئے اور ساتھ
سوار کلکٹری اور ایک رسالدار اور ایک سوار چوتھے رسالہ کا اور ایک میرے بچ کا نوکر
ہمارے ساتھ ہوئے میرے نوکر کا گھوڑا تلوار سے سخت زخمی ہوا لیکن ہم نے انبوہ کو
منتشر کردیا اور چند آدمیون کو مقتول و مجروح کیا باقی ادھر ادھر بھاگ گئے اور گردو
نواح کے دیہات مین چھپ گئے۔ اب مین نے پھر خزانہ کو چلنے کا ارادہ کیا لیکن معلوم
نہ تھا کہ اور سب لوگ کہان ہین۔ جب ہم خزانہ کی طرف بڑھے تو گارڈ والون مین سے
ایک نمکحرام سپاہی نے ہماری طرف بندوق کا فیر کیا تاکہ ہم خزانہ کو نہ جائین۔ ناچار ہم واپس
آئے اور قریب ساڑھے چھ بجے شام کے میرٹھ کو روانہ ہوئے۔ رات کے دس بجے
ہاپوڑ پہونچے۔ راستہ مین ایک جگہ ہمارے اوپر کسی نے بندوق کا فیر کیا لیکن
خدا کے فضل سے کسی کو کچھ نقصان نہوا۔ ۲۲ مئی ۱۸۵۷ء کو نو بجے دن کے
مین نے میرٹھ مین داخل ہوکر اپنے پہونچنے کی اطلاع جنرل صاحب حاکم کمان
افسر کو دی۔ اوسی روز بارہ بجے دن کے مین نے مسٹر سپیٹ صاحب اسسٹر
ٹرنبل صاحب اور مسٹر لائل صاحب کو دیکھ کر اپنی طبیعت تشفی کی۔
یہ دونون صاحب مع لفٹننٹ راس صاحب میرٹھ مین گیارہ بجے دن کے
پہونچے تھے۔ مین نے اون سے حال مسٹر لسنٹ صاحب اپنے ہیڈ کلارک
اور اون کے بیٹے کا دریافت کیا لیکن اونھون نے لاعلمی کے سوا اور
کچھ نہ کہا۔ مین نے اون کو خدا کے سپرد کیا۔

ٹرنل صاحب نے بیان کیا کہ ہم اور راس صاحب اور لائیل صاحب شہر کے اندر چلے گئے تھے اور پھر جب لوٹے تو راستہ مین قدم لڑتے ہوئے بخیر و عافیت خزانہ پر پہونچے۔ اس اثنا مین کئی باغیون کو تلوارون اور بندوقون سے قتل کیا اور لفٹنٹ راس صاحب کے ہاتھ مین بھی زخم آیا کہ جس سے وہ ہاتھ اوسوقت تلوار چلانے کے قابل نہ رہا۔ صاحب موصوف نے یہ بھی بیان کیا کہ مین نے گارڈ کے سپاہیون کو حکم دیا تھا کہ خزانہ لیکر میرٹھ کو چلو اور وہ لوگ چل بھی دیے تھے لیکن جب سڑک اعظم کے چوراہے پر پہونچے تو اونھون نے یہ ترش زبانی سے کہا کہ اب تم اپنے بھائی بندون کے پاس جاؤ اور ہم اپنے بھائی بندون کے پاس جاتے ہین۔ پھر ہم تینون صاحب مایوس ہو کر میرٹھ کی طرف روانہ ہوگئے اور بمشکل تمام میرٹھ پہونچے کیونکہ راستہ مین دیہات کے لوگ ہر طرف ہماری تلاش مین تھے اون سے بچ بچکر ہمکو چلنا پڑا۔

گوجرون نے جس وقت بلند شہر مین قدم رکھا انگریزی بنگلون اور کوٹھیون کو جلانا شروع کیا اور سب سے پہلے ڈاک بنگلہ مین آگ لگائی۔ ہمارے چار روز کی غیر حاضری مین کل کچہری برباد ہوگئی۔ مال و اسباب سرکاری ہو خواہ جج کا تمام لٹ گیا کچہری کا محافظ خانہ وغیرہ سب جلا کر خاک کر دیے۔ اس لوٹ مار مین شہر کے لوگون اور گرد و نواح کے دیہات کے باشندون نے بہت دست درازی کی۔

ادھر بلند شہر سے ہم لوگ چلے گئے ادھر علیگڈھ کے حکام چلے گئے تو آگرہ سے میرٹھ تک راستہ بالکل مفسدون کے اختیار مین رہ گیا۔ صدہا مسافر مارے گئے۔ امن و امان سب جگہ سے رخصت ہوا سوا ے قاصدون کے اور کچھ وسیلہ رسل و رسائل کا باقی نہ رہا لہذا بلند شہر و علیگڈھ کا پھر سرکاری ملازمون کے دخل مین آنا بہت ضروری

کام سمجھا گیا۔ سر موریٹالین کی جماعت جو چند روز پیشتر ہمراہ میجر ریڈ صاحب مقام دہرہ سے نہر کی راہ بلند شہر کو روانہ ہوئی تھی ڈاسنہ سے آگے چلنے سے معذور ہوئی کیونکہ آگے نہر کے کواٹرون کو بدمعاشون نے توڑ ڈالا تھا۔ اس جماعت کے افسرون نے باربرداری کے واسطے میرٹھ کو لکھا لیکن جنرل صاحب اور بریگیڈیر صاحب نے باربرداری کی حفاظت کو گارڈ دینے سے انکار کیا۔ اس وجہ سے اوس فوج کے آنے مین زیادہ توقف ہوا لیکن جس طرح ہوا محنت و مشقت گوارا کرتے ہوئے ۲۴ مئی سنہ ۱۸۵۷ع کو بلند شہر پہونچے یہ خبر ہمکو ایک روز بعد جبکہ ہم میرٹھ سے بلند شہر جاتے تھے راستہ مین ملی۔ ۲۵ مئی سنہ ۱۸۵۷ع کی صبح کو مین (مسٹر سپیٹ صاحب) اور مسٹر لائیل صاحب اور لفٹنٹ راس صاحب میرٹھ سے بلند شہر کی طرف روانہ ہوئے اور ہمارے ساتھ چوتھوین رسالہ کے کپتان ٹربوٹ صاحب بطور کمانیر کے بھیجے گئے۔

ہماری مدد کے لئے جو جماعت جنرل صاحب نے دی تھی وہ کپتان کریگی صاحب کی بھرتی کے چند ناتجربہ کار سوار تھے۔ یہ ناآزمودہ جوان نہ گھوڑے پر اچھا چڑھنا جانتے تھے نہ اونکے پاس اچھے ہتھیار تھے اور بدقسمتی سے اسلحہ کے استعمال سے بھی پوری طور سے واقف نہ تھے۔

غرضکہ جب آئندہ کام پڑا تو معلوم ہو گیا کہ یہ سوار کس قابل تھے۔ علاوہ ان کے ہمارے ساتھ تھوڑے سے وہ سوار بھی تھے جو بلند شہر سے ہماری رفاقت مین گئے تھے۔ ہاپوڑ پہونچکر ہم نے سنا کہ سر موریٹالین بلند شہر مین داخل ہو گئی اور ۲۶ مئی سنہ ۱۸۵۷ع کو ہم بھی علی الصباح بلند شہر پہونچ گئے۔ راستہ مین ہاپوڑ سے بلند شہر تک ۲۰ میل کے اندر تاربرقی کے تار اور لٹھے بالکل ٹوٹے ہوئے ملے۔

جس روز گورکھے پہونچے تھے اوسی روز قریب دوسو سوار کے نواب صاحب رامپور کے بھی داخل ہوئے - اب ہمارے پاس فوج کافی ہوگئی لیکن توپون کی ضرورت باقی رہی - ان سوارون مین سے ہر روز جماعتین مقرر کیجاتی تھین تاکہ خورجہ تک سڑک کلان گشت کرین -

۲۷ مئی ۱۸۵۷ء کو ہم نے چھاونی کے قریب موضع چاندپور کی تلاشی لی تو بہت سا سرکاری اور خانگی اسباب مسروقہ دستیاب ہوا - اس جرم کی پاداش مین مین نے گانون مین آگ لگادی اور مقدم کو گرفتار کیا چنانچہ بعد تحقیقات کورٹ مارشل کے مقدم مذکور نے معہ دو آدمی شہر کے جنکے گھرون مین لوٹ کا مال برآمد ہوا تھا پھانسی کی سزا پائی - اوسی تاریخ کی رات کو کپتان ٹرئیوٹ صاحب اور مسٹر لائیل صاحب روانہ بلاسپور سکن خاندان اسکنر ہوئے کیونکہ سنا گیا تھا کہ وہان بہت سے عیسائی گھر گئے ہین اور اوسی روز مسٹر میلول صاحب جو بیماری کے باعث میرٹھ رہ گئے تھے بلند شہر پہونچے -

دوسرے روز رامپور کے سوارون نے آثار بغاوت ظاہر کئے اور حکم ماننے مین عذر کرنے لگے اون مین سے تیس سوار دہلی کی طرف کوچ کر گئے باقیماندہ کو میجر ریڈ صاحب نے چھاونی سے چلے جانے کا حکم دیا اور وہ لوگ گنگا پار یعنی روہیلکھنڈ کو چلے گئے - ۳۰ مئی ۱۸۵۷ء کو کپتان ٹرئیوٹ صاحب اور مسٹر لائیل صاحب بلاسپور سے واپس آئے معلوم ہوا کہ جن لوگون کی رہائی کے واسطے گئے تھے اونھون نے وہین رہنا پسند کیا کیونکہ قلعہ مضبوط اور سب سامان موجود تھا - اوسی تاریخ کی شام کو میجر ریڈ صاحب اپنی کل فوج لیکر غازی الدین نگر کو گئے تاکہ جنرل ولسن

صاحب کے لشکر مین جو میرٹھ سے اوس طرف کو روانہ ہوا تھا شریک ہون مین نے
میجر ریڈ صاحب سے کہا کہ مجھکو اندیشہ ہے کہ آپ کے چلے جانے سے بدخواہون کا
حوصلہ بڑھ جائیگا اور پھر نتیجہ بہت خراب ہوگا لیکن صاحب موصوف کی رائے ہوئی
کہ جس قدر سوار ہمارے پاس تھے حماوتی کی حفاظت کیلئے کافی ہونگے مین نے اوس
رائے کو تسلیم کیا لیکن مین جانتا تھا کہ اگر دیہات مین بلوہ ہوا تو ان سوارون سے
نہ رکیگا۔ چنانچہ یہ بات مین نے میجر ریڈ صاحب سے کہدی اور کہنا میرا صحیح نکلا کیونکہ
دوسرے روز سکندرآباد کا آسودہ اور آباد قصبہ جو بلندشہر سے بفاصلہ دس میل
دہلی کی طرف سڑک اعظم پر واقع ہے لٹ گیا اور بہت سے باشندے مرد و عورت و بچے
لٹیرون کے ہاتھ سے بہت بیرحمی کے ساتھ قتل اور بیعزت ہوئے۔ اس واردات
مین پرگنات دادری اور سکندرآباد کے اکثر دیہات کے لوگ شریک تھے۔ لوٹ مین
بہت سا مال و اسباب ہاتھ لگنے کی امید پر سب نے جمع ہوکر ایک ساتھ حملہ کیا اور
کل قصبہ پر دخیل ہوگئے اور قتل و غارت شروع کیا۔ اہلکاران پولیس نے بہت
جانفشانی اور کوشش کی لیکن اوس انبوہ کثیر کے مقابلہ مین کیا کرسکتے تھے۔ آخر
اپنی جان بچاکر چلے گئے۔ ادھر ہم سخت مجبور تھے ایک آدمی بھی اوس قصبہ کے آفت زدون
کی مدد کیلئے نہ بھیج سکے۔ وہان کے باشندے ہزارون اپنا گھر چھوڑکر بلندشہر کے
گرد و نواح کے دیہات مین پناہ گیر ہوئے۔ اگرچہ ہم کو سخت رنج تھا کہ رعایا مدد
کے لئے ہم سے بار بار التجا کرے اور ہم مدد نہ دے سکین لیکن ہم بوجہ نواب ولیداد
احسان فراموش کے جسکا قلعہ مالاگڈھ بلندشہر سے صرف چار میل کے فاصلہ پر تھا
مجبور تھے۔ یہ شخص بادشاہ دہلی کے قریب رشتہ دارون مین تھا اور آغاز غدر

کے وقت دہلی مین موجود تھا۔ لیکن بادشاہ کی جانب سے بلند شہر اور علیگڈھ کا
صوبہ مقرر ہوکر قریب ۲۶ مئی سنہ ۱۸۵۷ع کے مالاگڈھ چلا آیا صوبہ مقرر ہوکر یہان آنیکا اوس نے میرے اور مسٹر
سپٹ صاحب کے سامنے اقرار کیا لیکن یہ وجہ بیان کی کہ اگر اس حیلہ سے نہ آتا تو دہلی سے نکلنا دشوار تھا
حالانکہ بظاہر نواب ولیداد خان گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی کا دم بھرتا تھا لیکن مجھکو اوس
پر ابتدا ہی سے شبہ تھا اور وجہ شبہ کی یہ تھی کہ وہ اپنے ساتھ دہلی سے بہت سے
باغی سپاہی اور نجیب لے آیا تھا اور مجکو یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ اوسکے پاس توپین بھی
ہین اور ہر طرف سے مین سنتا تھا کہ اوسکا ارادہ دغا کرنیکا ہے غرضکہ مالاگڈھ مین
ولیداد خان کی موجودگی ہمارے لئے بہت خطرناک تھی ہم کو یقین تھا کہ جس وقت
ہم بلند شہر سے کسی طرف کو جائینگے ولیداد خان فوراً یہان آکر اپنی توپون کے زور
سے ہماری واپسی بآسانی روک دیگا اور پھر جس مطلب سے مین نے بلند شہر مین قیام
کیا ہے وہ فوت ہو جائیگا یعنی آگرہ و علیگڈھ سے میرٹھ کی آمد و رفت مسدود ہو جائیگی
ہم نے کوشش کرکے اپنے پاس مختلف رسالون کے چپتر سوار جمع کر لئے تھے لیکن
ایسے وقت مین جبکہ ہر روز نئی نئی رجمنٹون کے بگڑ جانیکی خبر آتی تھی ان سوارون کو قابو
مین رکھنا بہت حکمت کا کام تھا کیونکہ ان مین سے بعض بعض اونھین بگڑی ہوئی
رجمنٹون کے سوار تھے۔ بہرکیف غنیمت ہے کہ اوسوقت ہمارا کمان افسر کپتان ٹریوٹ
صاحب تھا جس نے اپنی دانشمندی اور مستقل مزاجی سے اون کو ایسا متفق رکھا کہ
موجب تحسین ہوا ہم صرف سات انگریز تھے ہم نے آپس مین چوکی پہرے کی گرداوری
تقسیم کر لی اور جب تک بلند شہر مین ٹھیرے اسی مطابق کاربند رہے۔ رات مین ہر
ایک سنتری کے پاس ہم مین سے ایک صاحب گھنٹہ گھنٹہ بعد جاتا تھا۔ اس انتظام

کا فایدہ یہ تھا کہ اگر سپاہی بلوہ کا مشورہ بھی کرین تو یکایک بلوہ نہو سکے۔ ہم کو خبر ملی کہ
رسالہ سکھنڈ کی باغی فوج دہلی کو براہ انوپ شہر آتی ہے۔ یہ سنتے ہی مین نے (اسسٹنٹ صاحب)
انوپ شہر کا گنگا کا پل توڑ واکر کشتیون کو گنگا کی داہنی طرف کنارے پر لگوادیا۔ یکم جون ۱۸۵۷ع
کو محکمہ سروے کے مسٹر کلفرڈ صاحب معہ مسٹر ٹننگ صاحب ہمارے پاس پہونچے۔ یہ دونون
صاحب بیشتر ہمراہی مسٹر ہاروی صاحب اور مسٹر ٹلی صاحب حکام متعہد کے تھے اور
بھرت پور کی فوج کے ساتھ جمنا کے داہنے کنارے دہلی کو جاتے تھے۔ راستہ مین فوج مذکور
کے باغی ہوجانے سے انکو اون سے علیحدہ ہونا پڑا۔ بلوے کے وقت مسٹر کلفرڈ صاحب
اور مسٹر ٹننگ صاحب فوج سے اتفاقاً چند میل آگے بمقام ہوڈل پہونچگئے تھے وہان ان کو
مسٹر فورڈ صاحب مجسٹریٹ گوڑگانون نے فوج کے باغی ہونے کی خبر دیکر صلاح دی کہ
جس طرح ہوسکے آپ بلند شہر چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ دونون صاحب فوراً جمنا عبور کر کے
شام تک بلند شہر مین داخل ہوئے۔ اب چارون طرف سے نہایت خوفناک خبرین آنے لگین
جنسے واضح ہو گیا کہ دیہات سے بھی انتظام اوٹھ گیا۔ قدیم زمینداروں نے موقع پاکر اپنے
دیہات سے جدید قابضون کو جبراً خارج کرنا شروع کیا اور یہ امر بعض بعض جگہ مسلح
جماعتون کے زور سے وقوع مین آیا لیکن بڑے بڑے زمیندار ابھی مصلحتاً خاموش تھے
سوائے رئیس مالاگڈھ کے ہم کو اور کسی تعلقہ دار کی طرف سے خدشہ نتھا لیکن ان مین سے
ہر ایک غایت درجہ کی خیرخواہی کا منتظر تھا۔ باغی فوجون کا متواتر سڑک اعظم پر پورب
سے پچھم کو جانا سب کے دل مین زبون نتیجہ پیدا کرتا تھا۔ اس سے سرکاری خیرخواہون
کی ناامیدی بڑھتی جاتی تھی اور بدخواہون کے حوصلہ کو ترقی ہوتی تھی۔ علاوہ برین
سکندرآباد کی لوٹ مار ابتک جاری تھی اور مجرمون کا کچھ تدارک نہوسکا تھا اس سے

رعایا کو یقین ہو گیا کہ اب انگریزی عملداری حقیقت مین جاتی رہی لیکن معلوم نتھا کہ خدا
کو کیا منظور ہے۔ علیگڈھ کی عجیب نازک حالت تھی۔ ایک روز انگریزون کے ہاتھ مین
آتا تھا اور دوسرے روز مفسدون کے قبضہ مین جاتا تھا عجب ہنگامہ قیامت
بپا تھا۔ انگریزی جوانون کی جماعت اس قدر کم تھی کہ مفسدون کی بشمار بھیڑ آنے
پر اون کو علیگڈھ سے علیحدہ ہو جانا پڑتا تھا لیکن خدا کے فضل سے ہمارا دخل اس
حالت مین بھی خورجہ تک قایم رہا۔ خورجہ کی تحصیل مین پندرہ ہزار روپیہ رکھا تھا۔ ایک
روز مسٹر میلول صاحب میل کارٹ پر سوار ہو کر چلے گئے اور تھوڑی دیر مین اوس روپیہ
کو لیکر بخیر و عافیت بلند شہر واپس آ گئے۔ اگرچہ صاحب موصوف کے جانے کا مقصد
پوشیدہ رکھا گیا تھا تاہم حسن دلیری اور مستقل مزاجی سے بخوش اسلوبی اونھون نے اس
پر خطر کام کو انجام دیا نہایت قابل تحسین ہے۔ چند روز کے بعد ہمارے ساتھ والون
مین سے کچھ نمکحرام سوار باغی ہو کر فرار ہو گئے اور وہ اس روپیہ مین سے بہت سا روپیہ لیگئے
۸ جون ۱۸۵۷ء کی شام کو میرے پاس معتبر خبر آئی کہ بلند شہر پر دہقانون کا حملہ ہوگا اور
ولیداد خان کے آدمی بھی اس حملہ مین شریک ہونگے۔ اوسی شام کو کپتان ٹربوٹ صاحب
کو اپنے ہمراہ لیکر مین مالاگڑھ کی طرف گیا اور کئی گھنٹہ تک ہم اوس قصبہ کے قریب و جوار مین
گشت کرتے رہے۔ اگر واقع مین مفسدون نے اوس روز حملہ کرنیکا مشورہ کیا ہوگا تو شاید
ہماری اس تدبیر سے رک گیا کیونکہ رات امن سے گذری۔ ۱۰ جون کو صبح کے وقت مین
نے سنا کہ اودھ کے باغی سوارون کی جماعت کثیر راستہ مین اپنے افسرون کو بیگناہ قتل کرکے
خورجہ مین داخل ہوئی ہے۔ اس خبر وحشت اثر نے ہمارے بزدل سوارون کے دل پر یہ
اثر کیا کہ بہت سے اوسی وقت چلتے پھرتے نظر آئے صرف بیس باقی رہ گئے۔ اور بیس

مین زیادہ تر رسالون کے غیر کمیشن یافتہ عہدہ دار تھے اور باقی کپتان کریگی صاحب
کی نئی بھرتی کے ناتجربہ کار آدمی تھے جب ہم نے اپنی جماعت کو بہت قلیل دیکھا تو قرین
مصلحت سمجھکر ہم لوگ گلاوٹھی چلے گئے جو بلند شہر سے میرٹھ کی طرف سڑک اعظم پر بفاصلہ
بارہ میل کے واقع ہے۔ رات بھر ہم نے گلاوٹھی مین قیام کیا دوسرے روز علی الصباح
سنا کہ باغی سوارون کا کوچ خورجہ سے دہلی کی طرف ہوگیا یہ سنکر ہم پھر بلند شہر کو لوٹے
آدھی دور نکل جانیکے بعد سنا کہ ولیداد خان نے سرکار انگریزی کیجانب سے بلند شہر
مین دخل کرلیا ہے اور سب طرح امن وامان ہے۔ کپتان ٹریویٹ صاحب کے کہنے سے
مین اور لائیل صاحب اور کلکٹر صاحب اور گورون کی تیسری پیدل رجمنٹ کے لفٹنٹ
اینڈرسن صاحب اپنے ہمراہیون سے آگے بڑھ گئے تاکہ لوگون کو اطلاع دین کہ ہم پھر آگئے
حدود چھاونی مین داخل ہوتے ہی مجکو نواب ولیداد خان کا اعلی کارپرداز اسمعیل خان
ملا اوس نے خود آگے بڑھکر مجھ سے خیر صلاح بولی مین نے کہا کہ مین ابھی شہر کو چلتا ہون کہ
ہمارے واپس آنے کا حال لوگون کو جلد معلوم ہوجائے۔ اسمعیل خان بھی ہمارے ساتھ
ساتھ چلا اور جب ہم شہر کے قریب پہونچے تب اوس نے کہا کہ مین آگے چلتا ہون کیونکہ
شہر مین بدمعاش لوگ بہت ہین شاید مقابلہ پیش آوین۔ مین نے بھی دیکھا کہ بازار کے
دوسرے سرے پر کوتوالی کے پاس بہت سے آدمی جمع ہین۔ جبتک اسمعیل خان اون
کے پاس گیا ہم تھوڑی دور اور آگے بڑھ گئے اور پھر اسمعیل خان کی واپسی کے انتظار مین
کچھ دیر ٹھہرے رہے جب وہ دیر تک نہ آیا تو اس امر کی اطلاع دینے کے لئے اور جہان
تک جلد ممکن ہو صاحب موصوف کے لانیکے لئے مین نے کلکٹر صاحب کو بھیجا اور مین اور
لائیل صاحب اور لفٹنٹ اینڈرسن آہستہ آہستہ پیچھے کو لوٹے۔ پاو گھنٹے کے اندر

کپتان ٹریوٹ صاحب ہمارے پاس آ پہونچے - مین نے اون سے شہر کی سب کیفیت
بیان کی - اُنھون نے فرمایا کہ مفسدون کو شہر سے ضرور نکالنا چاہئے - یہ کہکر فوراً حکم
چارج کا دیا اور نہایت دلیری سے گھوڑے کو شہر کی طرف خیز کیا - جب ہم جیلخانہ کے
پاس سڑک کے اخیر موڑ پر پہونچے تو مین نے دیکھا کہ مفسدون کی ہتھیار جماعت شہر کے نکاس
پر ہمارے مقابلہ کے لئے کھڑی ہے مجھکو دیکھتے ہی اونھون نے تین ضرب توپ اور بہت
سی بندوقون کی باڑھ ہماری طرف چھوڑنی شروع کی - کپتان ٹریوٹ صاحب نہایت دلیری
لیساتھ ہمکو توپون سے تیس گز کے فاصلہ تک بڑھا لیگئے - پہلی ہی باڑھ مین تنہا پندرہ سوارون
کے جو ہمارے ساتھ تھے تین سوار اور گھوڑے مقتول یا بیکار ہو گئے اور کریگی صاحب کی
نئی بھرتی کے بہادر جوان تو پہلے ہی توپ کی آواز سنکر چلتے پھرتے نظر آئے اور ہمارا ساتھ
چھوڑ گئے - جب کچھ کمک کی امید نہ رہی تو ہم کو میدان کی طرف لوٹنا پڑا تاکہ بہ نسبت تنگ
راستہ کے وسیع میدان مین اچھی طرح لڑ سکین لیکن باغی لوگ ہمارے پیچھے نہ آئے اگرچہ
ہم نے ایک ضرب توپ خوردہ آگے روانہ کر دی تھی مگر بسبب اسکے کہ اوسکو بیل کھینچتے
تھے بہت دیر مین پہونچی اور اس لڑائی مین کار آمد نہوئی - بہرکیف اس توپ کو ہم لڑائی
کے مقام سے اپنے ساتھ لے آئے اور مسٹر ٹیگ صاحب نے جنکے اہتمام مین توپ تھی اوسوقت
کمال استقلال سے کام کیا - جب ہم نے دیکھا کہ کوئی شخص ہمارا مزاحم نہوگا تو ہم گلاوٹھی کو
پھر واپس ہوئے - اثناء راہ مین مالاگڈھ کے سامنے پہونچکر ہم نے دیکھا کہ ولا یطن ولیدادخان
کی کثیر جماعت سوارون کی ہمارے مقابلہ کے لئے موجود ہے لیکن ہم کو اپنی طرف آتے دیکھکر
خدا کی قدرت سے ایسا رعب ہمارا اون کے دلمین بیٹھا کہ وہ سوار بے مقابلہ کئے ہوئے
بھاگ گئے اور جب ہم نے اون کا تعاقب کیا تو قلعہ مالاگڈھ کے قریب ایک گانون مین گھس گئے

اور گانون کے اندر سے ہمارے اوپر بندوقین چلانے لگے لیکن ہمارا کچھ نقصان نہین ہوا۔
کیفیت صدر سے واضح ہے کہ ضلع بلندشہر سے ہم قدم بقدم نکالے گئے۔ دن مین گلاؤٹھی
ٹھیر کر ہم اوسی روز بہت رات گئے ہاپوڑ پہونچے۔ گلاوٹھی مین ہم کو یقین تھا کہ باغی ہمارے
اوپر حملہ کرینگے لیکن کپتان ٹریوٹ صاحب کی تجویز سے ہماری جماعت اس انتظام سے
چلتی تھی کہ بیشک اوسکا زبردست اثر بزدل دشمن پر خاطرخواہ ہوگیا۔ دوسرے روز
ولیداد خان نے گلاوٹھی مین اپنے ملازمون کی مضبوط جماعت بھیجدی اور ہماری پولیس
کو وہان سے بھاگنا پڑا۔ ہم لوگ ہاپوڑ سے بابوگڈھ گئے۔ یہ مقام ہاپوڑ سے گنگا کی
طرف بفاصلہ چارمیل ہے اور سرکاری گھوڑون کا اسٹڈ (یعنی بچھیرون کی پرورش کا
کارخانہ) یہان رہتا ہے۔ اس جگہ سے ہم گڈھ مکتیشر گھاٹ کی نگرانی بخوبی کرسکتے تھے
اور ہم کو تحقیق خبر ملی تھی کہ روہیلکھنڈ کی باغی فوج گھاٹ مذکور پر آنیوالی ہے۔ ۱۸ جون ۱۸۵۷ء
کو ہمراہی میجر تھیچر صاحب میرٹھ سے کچھ فوج نکلی اوسکے ساتھ ہم بھی گلاوٹھی کو گئے اور
اوس قصبہ سے مفسدون کا تھانہ اٹھاکر ہم نے ولیداد خان کے ملازمون کو منتشر کردیا
اور جب ہم واپس گئے وہ لوگ پھر اپنی جگہ پر آموجود ہوئے۔ ۲۳ جون ۱۸۵۷ء کو بریلی
برگیڈ کے پیش گارڈ نے گنگا کو گڈھ مکتیشر گھاٹ پر عبور کیا اور چونکہ گھاٹ مذکور
بابوگڈھ سے صرف بارہ میل کے فاصلہ پر تھا اسلئے ہم کو میرٹھ چلا جانا پڑا اور برگیڈ مذکور
بلامزاحمت دریا کو عبور کرگیا۔ ان باغیون کے ساتھ خزانہ اور مال مسروقہ کی بھری ہوئی
گاڑیان بہت تھین اسلئے اونکو پار اترنے مین کئی روز لگ گئے۔ اس فوج پر حملہ کرنا
اور اوسکو غارت کردینا بہت آسان تھا لیکن اون کے روکنے کا قصد مطلق نہ کیا گیا
اور وہ آہستہ آہستہ گھاٹ اتر کر چلے گئے۔

چونکہ علیگڈہ کے حکام بھی مجبور ہوکر اپنے ضلع کو چھوڑ گئے تھے اسلئے اب میرٹھ سے
آگرہ تک رستہ بالکل باغیون کے تحت مین ہو گیا تھا اور مالاگڈہ مین تمام بدخواہان
سرکار کا خواہ دور کے ہون خواہ قریب کے مَن گیا تھا۔ علیگڈہ اور خورجہ مین قبضہ نواب
باغی کے آدمیون نے کرلیا اور اوسکے جھنڈے کے نیچے جمع ہونیکو بارہ بستی کے بہت سے
مسلمان دوڑے۔ مالاگڈہ کا قلعہ سڑک سے تخمیناً نوسو گز کے فاصلہ پر ہے۔ اس لئے شہر
تک او سی قلعہ کی توپون کی زد مین تھی اور آغاز غدر مین ولیداد خان کے پاس چھ ضرب
توپ موجود تھین۔ آگرہ سے قاصدون کی معرفت بھی خط وکتابت ہونا دشوار ہو گیا
کیونکہ تمام سڑک پر اور سڑک کے قرب وجوار مین باغیون نے نگرانی کا انتظام ایسا
خوب کرلیا تھا کہ بغیر تلاشی کے ایک آدمی بھی نہین جانے پاتا تھا۔ اس بدطینت باغی
کی سرزنش کے لئے کئی مرتبہ مہم تجویز ہوئی لیکن کسی نہ کسی سبب سے ملتوی ہو ہو گئی۔
آخرکار اوس بدکردار کے پاس اتنی کمک آگئی اور اسقدر ملازم مفسد و باغی جمع
ہوگئے کہ وہ سرکار انگریزی کا ایک قوی اور خوفناک دشمن بنگیا۔ مین اور میرے اسسٹنٹ
آخر اگست تک میرٹھ مین رہے اور اس عرصہ مین والنٹیر رسالے مین سوارون کا کام
لیتے رہے۔ بعدہٗ ہم کو ہمراہ فوج میجر ساہ صاحب کے جو ولیداد خان کی گوشمالی
کے لئے بھیجے گئے تھے جانیکا حکم ملا۔ ولیداد خان کی مدد کو جھانسی کا کل برگیڈ جسمین
بارہوین ہندوستانی پلٹن اور چودھوان رسالہ اور توپخانہ توپون کی باڑی تھی دہلی سے
بھیجا گیا اور وہ ولیداد خان ہاپوڑ پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھنے لگا۔ اگر ہماری فوج جلد
نہ پہونچ جاتی تو غالباً چشمہ سکندرآباد کا سا ہاپوڑ کا بھی ہوتا۔ ہماری فوج ہاپوڑ
مین ۲۰ ستمبر ۱۸۵۷ع تک مقیم رہی یعنی جب تک دہلی فتح ہوئی۔ اس اثنا مین ایک

روز اپنے لشکر سے تھوڑی دور پر توپون کی آواز سنکر ہم لوگ بہت متعجب ہوئے۔ بعد کو معلوم ہوا کہ جہانسی بریگیڈ نے جاٹون کے موضع کھٹونہ پر حملہ کیا تھا کیونکہ اوس گانون کے باشندون نے چند روز پیشتر ایک لڑائی مین ولیداد خان کے ملازمون سے تین ضرب توپ چھین لی تھین۔ دوسرے روز علی الصباح ہم کھٹونہ کی طرف گئے۔ دریافت ہوا کہ بہادر جاٹون نے اپنے اوپر حملہ کرنیوالون کو شکست دیکر مالاگڈھ کی طرف بھگا دیا۔

ایک دفعہ گلاوٹھی کے مقام پر ہماری فوج کا مقابلہ جہانسی برگڈ کی توپون سے ہوگیا۔ ہماری فوج نے دشمن کی توپون کا چلنا بند کر دیا لیکن اس عرصہ مین رات ہوگئی اور باغی اپنی توپون کو بچا لیگئے تاہم اون کے آدمی اور گھوڑے بہت مارے گئے۔ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۷ء کو ہم میرٹھ واپس گئے اور ۲۵ کو کرنیل گریتھڈ صاحب کے کمپو مین ہو دہلی سے باغیون کے تعاقب مین روانہ کیا گیا تھا مقام غازی الدین نگر شامل ہوئے ۲۸ ستمبر ۱۸۵۷ء کو علی الصباح ہم داخل بلند شہر ہوئے۔ اوس روز کی لڑائی مین جہانسی برگڈ نے جو ہمارے مقابلہ کے لئے بہت مضبوط موقعہ پر مقیم تھا شکست کامل پائی لیکن مجھکو اوس لڑائی کی کیفیت تحریر کرنا فضول معلوم ہوتا ہے۔ لڑائی مذکورہ بالا تین گھنٹہ کے قریب ہوتی رہی بعدہ ہمارا قبضہ بلند شہر کی چھاونی پر ہوگیا اور باغی دو ضرب توپ اور بہت سا میگزین چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس لڑائی مین مسٹر لائل صاحب نے واٹسن صاحب کے رسالہ مین شریک ہوکر اور باغی سوارون کی کثیر جماعت پر رسالہ مذکور کے ہمراہ حملہ کرکے اپنی شجاعت دکھلائی اور مین بہت خوشی سے لکھتا ہون کہ میجر اودری صاحب کمانیر رسالہ نے صاحب موصوف کا نام اپنی

رپورٹ مین بہت تعظیم اور تعریف کے ساتھ درج کیا ہے۔ اوسی روز ہم کو دریافت ہوا کہ اس لڑائی کے اثنا مین مالاگڈھ کا نواب اپنے قلعہ سے معہ بہت سے ہمراہیون کے گنگا پار بھاگ گیا اور کئی توپ اور میگزین اور بہت سا لوٹ کا مال قلعہ مین چھوڑ گیا چنانچہ اوس رات قلعہ مذکور مین بسر کر وہی لفٹنٹ بیکر صاحب کی تعیناتی ایک جماعت سوارون کی ہوئی۔ ہماری فوج کا قیام شہر سے پورب کی طرف تھا اور ۳ اکتوبر ۱۸۵۸ء تک وہین رہا پھر ہم خورجہ کو کوچ کر گئے۔ اسی عرصہ مین سفر مینا کے سپاہیون کا ایک گروہ چند روز تک قلعہ مالاگڈھ کو بارود کے ذریعہ سے مسمار کرنے مین مصروف رہا۔ یکم اکتوبر ۱۸۵۸ء کو مسٹر ہوم صاحب انجنیر خود اپنے ہاتھ سے سرنگ مین آگ لگانے کو گئے اتفاقاً فلیتہ سے پٹنگا گر کے سرنگ مین آگ لگ گئی اور صاحب موصوف سرنگ کے ساتھ اڑ کر جان بحق تسلیم ہوئے۔

جس روز فوج کا کوچ خورجہ کو ہوا مین لفٹنٹ واٹسن صاحب کے سوارون مین سے چند سوار ہمراہ لیکر قصبہ جھاجھر کو جو خورجہ سے تخمیناً پندرہ میل ہے گیا کیونکہ سُنا تھا کہ ایک عیسائی لڑکی اوس قصبہ مین پندرہوین رسالہ کے کسی باغی سوار کے گھر مین پوشیدہ ہے۔ اگرچہ ہم دن نکلنے سے پیشتر جھاجھر مین داخل ہوئے تاہم باغیون کو اپنے مقابلہ کے لئے مستعد پایا۔ سوارون کی جماعت کثیر جنمین اکثر پوری وردی پہنے ہوئے تھے ہم سے لڑنے کو آئے لیکن بہت سے اون مین سے لڑائی مین مارے گئے اور چند دستِ شمشیر گرفتار ہوئے اور بعدہٗ کورٹ مارشل ہو کر اوسی جگہ گولی سے مار دئے گئے پر بہت تلاش کرنے سے لڑکی مذکورہ یا لاسم کو ملی معلوم ہوا کہ علاقہ اودھ کے ڈپٹی کمشنر کے دفتر کے عیسائی کرانی کی بیٹی تھی اوس کی

اور اوسکے باپ کی جان مسمی خدا بخش سوار نے بچائی تھی - اس احسان کے بدلہ مین
اوس نے مسلمان ہوکر خدا بخش سے نکاح کر لیا تھا ہمارے ساتھ آنا اوس نے
پسند نہین کیا بلکہ اپنے شوہر کے گھر رہنا چاہا اسواسطے جبرًا اوسکو لانا مین نے
بھی اختیار نکیا صرف اوس سے یہ کہکر مین چلا آیا کہ جس وقت تیرا نمکحرام شوہر پکڑا
جائیگا ضرور پھانسی پائیگا - دوسرے روز فوج کا کوچ آگرہ کی طرف ہوا اور مین
بلندشہر کو واپس آیا - بلندشہر کی حفاظت کے لئے کچھ فوج بسرکردہی لفٹنٹ کرنیل
فارکر صاحب تعینات کردی گئی تھی اور اوس فوج مین ایک حصہ بلوچ بٹالین
نمبر دول کا اور دو ضرب توپ اسپی توپخانہ کی اور کچھ سوار پٹھانون کے رسالہ
کے تھے مین نے تھانجات پولیس پر بلا توقف قایم کئے اور جس جس تھانہ مین ضرورت
دیکھی اہالیان پولیس کی تعداد زیادہ کردی - اکثر برقنداز مفرور ہوکر باغیون مین
جا ملے تھے اونکی جگہ مین نے جاٹ مقرر کئے - تھانہ دارون مین سے صرف ایک
مسمی حمید اد خان تھانہ دار سکار پور مفرور ہوا تھا لیکن مین نے پیر محمد خان
تھانہ دار انوپ شہر اور خورشید علی کوتوال بلندشہر کو بھی پھر نوکری پر بحال
کرنا خلاف مصلحت سمجھا باقی سب تھانہ دارون کو اونکی جگہ بحال کیا - دادری
اور سکندرآباد کے پرگنے باغی تھے - ان مین پولیس کی جماعت کثیر کا مقرر ہونا ضروری
سمجھا گیا چنانچہ اوسی مطابق مین نے سال کے اخیر تک پولیس کی جماعت
تعینات رکھی - جس روز ہم بلندشہر پہونچے اوسی روز سرکاری مالگذاری داخل
خزانہ ہونے لگی - عبداللطیف خان نے کہ ڈیڑھ سو گانون کا تعلقہ دار تھا
میرے پہونچنے سے دوہی روز بعد اپنی قسط داخل کردی حالانکہ بیشتر سرکاری جا

سے بار بار تقاضا ہونے پر بھی اوسکو زر مالگذاری داخل کرنے مین انکار تھا یہ شخص بارہ
بستیون کا سردار تھا۔ عدالت ملٹری کمیشن سے اوسکے اوپر جرم باغیون کو ہر طرح پر مدد
دینے کا ثابت ہوکر سزا دائم الحبس بعبور دریاے شور ہوئی۔ اوسکے چچا اعظم خان
نے ولیداد خان کی شراکت مین ہمارے ساتھ بہت عداوت کی تھی جب وہ گنگا پار
بھاگ جانیکے ارادہ سے انوپ شہر پہونچا خوشی رام تھانہ دار انوپ شہر کے ہاتھ گرفتار
ہوا اور تحقیقات کے بعد اوسکو پھانسی دیگئی۔ اس مقدمہ مین کارروائی تھانہ دار
مذکور اور اوسکے ہمراہیون کی ہر طرح پر تعریف کے لایق ہوئی کیونکہ مجھکو خوب معلوم
ہے کہ اعظم خان نے اون سے کہا تھا کہ جتنا چاہئے روپیہ لے لو اور مجھکو نکل جانے دو
لیکن بھٹونہ کے دیانت دار جاٹ نے اوسکی ایک نہ سنی اور گرفتار کرکے عدالت مین
پہونچا دیا۔

شہر اور چھاونی کا قرار واقعی انتظام کرکے ہم ۲۰ اکتوبر ۱۸۵۸ء کو گنگا کی طرف
دورہ کو نکلے تاکہ گھاٹون کشتیون کی حفاظت کا بندوبست کرین لیکن اہار کے
مقام پر جو بلند شہر سے ۲۵ میل ہے پہونچتے ہی ہم کو خبر ملی کہ گوجرون کا ارادہ جیلخانہ
پر حملہ کرکے اپنے ہمقوم قیدیون کو چھڑا لیجانیکا ہے۔ ماہ مئی گزشتہ مین جو کچھ افعال
ان لوگون سے سرزد ہوئے تھے اونکی یاد میرے دل مین ابھی تازہ تھی اسلئے مین نے
کرنیل فارکر صاحب سے کہا کہ ایک کوچ مین بلند شہر پہونچنا چاہئے چنانچہ بہت جلد
کوچ کرکے ہم دوسرے روز صبح کے وقت داخل بلند شہر ہوئے۔ اگر اوس روز نہ پہونچتے
تو کچھ شک نہین ہے کہ جیلخانہ پر گوجرون کا حملہ ہوتا۔

بلند شہر مین ہم ایک مہینہ ٹھیرے۔ اس عرصہ مین توپخانہ کے لفٹنٹ اسمتھ صاحب

نے جیلخانہ کے مکان کا ایسا مضبوط انتظام کر دیا کہ گوجرون کی بڑی سے بڑی جماعت
بھی اگر حملہ کرے تو اوسکو توڑ نہ سکے اور ہین نے مکان مذکور مین دس روز کے لئے سامان
رسد جمع کرا دیا اور گارڈ کے جوانون کی تعداد راو گلاب سنگہ کے آدمیون اور کچھ بلوچی
سپاہیون سے بڑہادی - پھر ہم ۱۳ تاریخ کو گنگا کی طرف روانہ ہوئے - اول سیانہ ہو کر
پوٹھ پہونچے وہان سے گنگا کے کنارے کنارے ہر ایک گھاٹ کو دیکھتے ہوئے نیچے کی طرف
چلے - گھاٹون کی تمام کشتیون کو مین نے انوپ شہر کے نیچے جمع کر دیا اور اون کی حفاظت
کے واسطے دو سو جاٹ تعینات کئے - آگے واضح ہوگا کہ ان جاٹون نے کیسی کارگزاری
دکھلائی - انوپ شہر اور گڈھ مکتیسر کے درمیان پوٹھ ویسی وا پار کے گھاٹ مین نے
راو گلاب سنگہ رئیس کچھیسر کے سپرد کئے پھر ہم انوپ شہر سے دریا کے کنارے کرنباس
ہو کر رام گھاٹ پہونچے اور اس اثنا مین جس قدر کشتیان ملین سب اپنے قابو مین
کرلین - جب گنگا کے اوس پار ہم کو باغیون نے اپنی منحوس شکل نہ دکھلائی تو ہم
ڈبائی کی طرف لوٹے تاکہ بلند شہر ہو کر گوجرون کے علاقہ کو دیکھین کیونکہ گوجرون
نے ابھی تک زرمالگذاری داخل خزانہ نہین کیا تھا اور نہ پولیس سے دبے تھے شکارپور
کے مقام ہم نے سنا کہ باغیون کی جماعت رام گھاٹ کے سامنے آگئی ہے - یہ سنتے ہی ہم
فوراً رام گھاٹ کی طرف روانہ ہوئے اور اوس قصبہ کے قریب پہونچکر ہم نے توپون کی
آواز سنی - معلوم ہوا کہ موضع گنور پر باغی حملہ کر رہے ہین - یہ گانون رام گھاٹ سے چند
میل کے فاصلہ پر ضلع بدایون مین ہے اور باشندے اوسکے سرکاری خیرخواہ ہین باغیون
نے گنور کو خوب لوٹا اور قتل و غارت کیا بعدہٗ ہر طرف دست درازی کی - اہیرون نے
جنکی جماعت کثیر ہے اول کچھ مقابلہ باغیون کا کیا لیکن اپنی مدد پر کسی کو نہ پایا تو اون سے

معاملہ کر لیا اور اون کے شریک ہو گئے ع کند ہمجنس باہمجنس پرواز
Birds of feather flock together

اوس پار گنگا کنارے کے کل دیہات مین اس جرایم پیشہ قوم کے لوگ آباد ہین۔
اسواسطے ہم کو گھاٹون اور پایاب مقامون کی نگرانی کرنی پڑی خصوصاً اس لئے کہ دریا
کا پانی روز بروز کم ہوتا جاتا تھا جسکے متعلق اون جاہلون کو یقین تھا کہ گنگا جی ہم پر
مہربان ہے۔ بہرکیف باغیون نے کئی مرتبہ پار اُترنیکا قصد کیا بلکہ ایک دفعہ جماعت
بھی اونکی کثیر تھی لیکن اُترنے نپائے۔ رام گھاٹ مین ہم چھ روز مقیم رہ کر انوپ شہر
گئے اور وہان ایک ہفتہ ٹھہر کر ۳ر نومبر ۱۸۵۷ء کو بخیریت بلندشہر آگئے لیکن ۵ر دسمبر ۱۸۵۷ء
کو پھر کوچ کرنا پڑا۔ روز بروز یہ افواہ ترقی پر تھی کہ بلندشہر اور گردونواح کے جماعہ باغیان
مفرور کو ہمراہ لیکر ولیداد خان بھگوڑے کا ارادہ مالاگڈھ پر قبضہ کرنیکا ہے حالانکہ
اگر وہ آتا بھی تو اپنے قدیم مسکن کو ویران و بے چراغ پاتا نہ سکونت کے قابل پاتا
کیونکہ قلعہ مسمار ہو چکا تھا لیکن ان بے سروپا افواہون سے رعایا کے دل کو اضطراب
ہوتا تھا اور بدکردار بغاوت شعار لوگ رعایا کو طرح طرح کے اندیشے دکھلانے کا موقع
پاتے تھے۔ جب ہم بلندشہر سے کوچ کرکے ڈبائی پہونچے تو دریافت ہوا کہ باغیون نے
بخت خان اور بریلی کے برگڈ سے کمک مع چند توپون کے حاصل کرکے کاسگنج مین
ایک مضبوط جگہ پر قیام کیا ہے اور یہ بھی سنا کہ مسلمان باشندون کی سازش سے
اونھون نے اوس قصبہ پر حملہ کرکے اور چوبے گھنشیام داس کو قتل کرکے دخل کر لیا
ہے۔ چوبے مقتول اندھا تھا لیکن سرکار انگریزی کا رفیق اور خیرخواہ تھا اور ضلع
علیگڈھ کے حکام نے اوسکو کاسگنج مین تعینات کر رکھا تھا۔ باغیون نے شہر کیا

کہ قصبہ سوروں کو جو کاسگنج سے چند میل کے فاصلہ پر ہندوؤں کا ایک بڑا قصبہ ہے
لوٹینگے لیکن اوس قصبہ کے ہوشیار باشندوں نے مبلغ بیس ہزار روپیہ باغیوں
کو دیکر اس آفت ناگہانی کو اپنے سر سے ٹالا اور اپنے قصبہ کو قتل و غارت سے بچالیا
کرنیل فارکر صاحب سے مشورہ کیا گیا تو صاحب موصوف کی رائے میں ہمارا کاسگنج
کی طرف اس غرض سے جانا مناسب ٹھیرا کہ تا آمدکیپو کرنیل سٹین صاحب کے جو فوج
کانپور کے پاس سگزین پہونچانے کے لئے دہلی اور میرٹھ مین تیار ہوتا تھا ان باغیون
کو ہم روک ٹوک مین رکھین چنانچہ اسی کے مطابق دوسرے روز اترولی کی طرف چلنا
قرار پایا لیکن یہ بات سنکر کہ حرمت خان ساکن پنڈراول اپنے قلعہ مین فوج باغی کے
واسطے سامان جمع کرتا ہے ہم نے پنڈراول کی طرف کوچ کیا اور مغالطہ کے طور پر
خیمہ اترولی کی طرف روانہ کردیا۔ ہمارے یکایک پہونچنے سے حرمت خان کچھ
بندوبست نکرنے پایا۔ پنڈراول کے قلعہ مین ہم نے بہت سا سامان رسد کا
مہیا پایا اور بیشک یہ سامان فوج باغی کے لئے جمع کیا گیا تھا علاوہ اسکے حرمت خان
اپنے قلعہ کی مرمت مین مصروف تھا۔ واضح ہو کہ قلعہ مذکور کی مالک مسماۃ فہیم النساء
رشتہ دار مسمی رحم علیخان باغی پسر مظہر علیخان ساکن کھیلیا کی تھی۔ اس سے پیشتر
ہمین نے حرمت خان سے دو ضرب توپ داخل کرائی تھین۔ اب ہمین نے فوراً اوسکے
ملازمون سے ہتھیار لئے اور قلعہ کو مسمار کرادیا۔ حرمت خان کا مقدمہ بالفعل عدالت
اسپیشل کمشنری مین بجرم خط و کتابت رکھنے ساتھ باغی رئیس مالاگڈھ کے زیر تحقیقات
ہے۔ پنڈراول سے ہم نے اترولی کو کوچ کیا اور وہان سے موضع چھترہ کو گئے۔
اترولی ایک بڑا قصبہ ضلع علیگڈھ کا ہے جسکے باشندے بدخواہ سرکار انگریزی کے تھے

اور چہڑہ ایک چھوٹا سا گانون متصل مسکن داود خان تعلقہ دار بھیکم پور کے ہے۔

کرنیل ہیٹن صاحب کے احکام کی بجا آوری کر کے اب ہم بلند شہر کی طرف واپس ہوئے اور راستہ مین سنپٹرا ادل کو پھر ملاحظہ کیا۔ پندرہ روز ہم ضلع سے باہر رہ کر ۲۹ دسمبر ۱۸۵۷ء کو داخل بلند شہر ہوئے ہماری غیر حاضری مین امن و امان رہا۔ ۲ جنوری ۱۸۵۸ء کو خوشی رام نے اطلاع دی کہ باغیون کی جماعت کثیر اُس پار بمقام چاؤ لپور انوپ شہر کے سامنے جمع ہوئی ہے اور انوپ شہر پر حملہ کرنیکا ارادہ رکھتی ہے۔ بمطابق اسکے پولیس کے چند سوارون کو ساتھ لیکر مسٹر لائیل صاحب فوراً انوپ شہر کی طرف روانہ ہوئے اور ایسے وقت وہان پہونچے کہ خاتمہ لڑائی کا درمیان باغیون اور جاٹان ماتحت خوشی رام کے دیکھ لیا۔ اس گھاٹ پر مین نے ۱۷ کشتیان جمع کرا رکھی تھین اور گھاٹ سے تھوڑی دور اُتر کی طرف دریا پایاب تھا۔ باغیون کی جماعت نے دو ضرب توپ سے گھاٹ کے سامنے مورچہ لگایا تھا تاکہ کشتیون کو اور اونکے محافظون کو ضایع کرین۔ جاٹون نے باغیون کا کچھ خوف نکیا بلکہ اونکی توپون کا جواب چھوٹی چھوٹی دو آہنی توپون سے جو ضلع سے برآمد کرکے مین نے اون کے سپرد کی تھین دیا۔ توپون کی لڑائی کے بعد کچھ باغی سوارون اور پیدلون نے آگے بڑھکر دریا کو پایاب اترنا شروع کیا۔ خوشی رام نے اپنی جماعت سے پے در پے دو باڑھ چلوائین جس سے باغی فوراً پسپا ہوکر بھاگ گئے اور ایک بھی اون مین سے پار نہ اتر سکا لیکن دشمن کے گولون سے ہماری چند کشتیون کو نقصان ہوا لیکن ہمارے کسی آدمی کو صدمہ نہ پہونچا کیونکہ دشمن کا نشانہ اونچا لگتا تھا۔ بہرکیف اس خبر کو سنکر کرنیل فارکر صاحب نے فوراً

انوپ شہر کی طرف رُخ کیا اسوجہ سے کہ ان باغیون کی روک ٹوک رکھنا ضرور تھا۔
۱۷ جنوری ۱۸۵۸ع کو باغی پھر انوپ شہر کی طرف آئے اور اس مرتبہ اون کا زور شور
بہ نسبت سابق کے بہت زیادہ تھا۔ چھ ضرب توپ اونکے ہمراہ تھین جنہین سے دو توپ
اونھون نے ہماری فوج کے وسط کے مقابل نصب کین اور دو دو دونون بازون کے
سامنے لگائین۔ لفٹنٹ اسمتھ صاحب نے اونکی توپون کا جواب اپنی چھ پنی دو توپ
سے دیا اور تین گھنٹہ مین دشمن کی توپون کا چلنا بند کردیا۔ معرکہ بالا مین اس دلیر
اور مستعد افسر نے اپنی توپون کی سمت اور مقامون کو وقتاً فوقتاً اس ترکیب سے
بدلا کہ دیکھنے والون کیلئے موجب حیرت کا ہوا۔ علاوہ اس سے صاحب موصوف کا
نشانہ بھی نہایت صحیح لگتا تھا۔ اس لڑائی مین ہماری طرف کے دو آدمی زخمی ہوئے
اور ایک مارا گیا حالانکہ دوسری طرف کے کم سے کم پچاس آدمی ہلاک ہوئے۔ اگر کرنیل
فارکر صاحب کو پار اُترنے کی ممانعت کا سخت حکم نہ آگیا ہوتا تو تھوڑی سی جماعت پار
بھیجکر اون باغیون کو بالکل قتل کرا دیتے۔ بعد اس واردات کے باغیون نے پھر
اس طرف اُترنیکا قصد نہین کیا البتہ ایک مرتبہ اون کے چند سوار اس طرف اُتر گئے
اور کنارہ پر چرتے ہوئے چند مویشی کو ہانک لیگئے لیکن ہمارے گشت کے سپاہیون
کو دیکھا تو بھاگ گئے۔ اسی عرصہ مین رحیم علی باغی اُس نواح کا ٹھیکہ لیکر بریلی سے آیا
لیکن بہت روز مقیم نرہا اور مین نے سنا کہ وہ صرف اپنے بھاگ جانے کا موقع تلاش
کرتا پھرتا تھا۔ مجھکو خوب معلوم تھا کہ نامبردہ بلندشہر کے ضلع مین نہ اُترنے پاویگا لیکن
یہ بھی خیال تھا کہ داد خان کی اعانت دوستانہ کی وجہ سے ضلع علیگڈھ مین باسانی
اُتر سکیگا چنانچہ حال مین ایسا ہی ہوا۔ چونکہ کرنیل فارکر صاحب گنگا کے گھاٹون

کی نگرانی چھوڑکر اور کسی جگہ جانے سے معذور رہتے اس واسطے ابھی تک گوجرون کی نسبت کچھ کارروائی نہین ہوئی ہے نہ اون لوگون نے بسکندرآباد کے سنگین جرایم کی کافی سزا پائی ہے لیکن بہرکیف اون کے ذہن نشین کرانا چاہئے کہ جرم کی سزا ضرور ہوتی ہے خواہ جلد ہو خواہ دیر مین۔

نام چند اشخاص کے جنھون نے سرکار انگلشیہ کی خیرخواہی کی اور سرکار نے بصلہ خیرخواہی اونکو انعام دیا

(۱) طامس اسکنر صاحب رئیس بلاسپور۔ ان کو حقیت زمینداری منضبط جمعی چھ ہزار روپیہ انعام دی گئی

(۲) محمود علی خان رئیس چھتاری۔ حقیت زمینداری منضبط جمعی چار ہزار ایکسو انیس [۴۱۱۹] روپیہ معہ خلعت قیمتی ایکہزار روپیہ

(۳) فیض علی خان رئیس پہاسو۔ حقیت زمینداری منضبط جمعی چار ہزار روپیہ معہ خلعت قیمتی ایکہزار روپیہ اور منہائی جمع چہارم تا حیات خود

(۴) امداد علی خان رئیس پہاسو۔ حقیت زمینداری منضبط جمعی دو ہزار چھسو نو [۲۶۰۹] روپیہ

(۵) ظہور علی خان رئیس دھرمپور۔ حقیت زمینداری منضبط جمعی تین ہزار روپیہ

(۶) راو گلاب سنگہ رئیس کوچیسر۔ حقیت زمینداری منضبط جمعی آٹھ ہزار روپیہ معہ خلعت قیمتی دو ہزار روپیہ اور منہائی جمع چہارم تا حیات خود و خطاب راجہ بہادر

(۷) چودھری لچھمن سنگہ رئیس شکارپور۔ حقیت زمینداری منضبط جمعی ایکہزار چھسو ننانوے [۱۶۹۹] روپیہ

(۸) محمد رحمت خان صاحب ڈپٹی کلکٹر - بصلہ خیرخواہی جو اونھون نے بجنور مین کی اور
تقریباً پینتیس ہزار روپیہ کا مال واسباب باغیون نے اون کا لوٹ لیا - اون کے
فوت ہوجانے پر اونکے بیٹے محمد احمد علی خان رئیس خورجہ کو حقیت زمینداری جمعی
پانچہزار روپیہ معہ خلعت قیمتی ایکہزار روپیہ (معہ تلوار) انعام ملا - فی زمانہ احمد علیخان کے بڑے
بیٹے محمد خان صاحب بلندشہر مین آنریری مجسٹریٹ ہین اور اونکے چھوٹے بھائی محمد مصطفی خان
صاحب بلندشہر مین آنریری اسسٹنٹ کلکٹر ہین - تمام قوم خویشگی پٹھانون کے سردار ہین -

(۹) مولوی محمد بخش صاحب ڈپٹی کلکٹر - بصلہ خیرخواہی ملک پنجاب واودہ حقیت
زمینداری جمعی ایکہزار روپیہ عطا ہوئی - فی زمانہ اونکا بیٹا سید عبدالعزیز موجود ہے -

(۱۰) خوشی رام تھانہ دار ساکن بھٹورہ - حقیت زمینداری جمعی ایکہزار دو سو دو روپیہ
معہ خلعت قیمتی ایکہزار اور معافی جمع چہارم تاحیات خود -

(۱۱) سید میر خان سردار بہادر کو دس گانون بصلہ خدمات قبل غدر و بعد غدر
عبداللطیف خان رئیس خانپور کی جایداد منضبطہ سے عطا ہوئے اور آٹھ سو روپیہ
پنشن ماہواری نسلاً بعد نسلاً اولاد ذکور کو عطا ہوئے - اس خاندان مین اب آغا
سید محبوب علی شاہ اونکا پوتہ جانشین اپنے دادا کے ہین -

(۱۲) لالہ تاراچند صاحب مرزاپور - ایام غدر مین رسد دی تھی اور گانون کو ایک موقعہ
پر اڑائے جانے سے بچا لیا تھا - خیرخواہ سرکار رہے - اس خاندان مین اسوقت بابو
منوہر لال صاحب بی - اے ایل ایل - بی وکیل ہائیکورٹ بلندشہر مین وکالت کرتے ہین

(۱۳) منشی لچھمن سروپ رئیس سکندرآباد - جایداد جمعی دو سو روپیہ عطا ہوئی -

علاوہ ان کے اور بہت صاحبون کو جو خیرخواہ سرکار رہے انعام و جاگیر دی گئی -

باغیان بدکردار کی فہرست حسب ذیل ہے

اول - ولیداد خان رئیس مالاگڈھ تمام باغیون کا سرغنہ تھا۔ بادشاہ دہلی سے ولیداد خان کی رشتہ داری تھی اول مرتبہ جب ضلع سے حکام انگریزی چلے گئے تو یہ شخص باغی ہوگیا اور بادشاہ سے عہدہ صوبہ داری بلندشہر و علیگڈھ کا حاصل کرکے اوس نے انگریزی عملداری کو بستر لپیٹ دیا۔ بلندشہر اور دیگر قصبات کے بہت سے سرکاری باجگذارون نے اونکی نوکری قبول کرکے اپنے غریب ہمسایون پر سخت ظلم کئے۔ ولیداد خان کے تابعین نے ایک مرتبہ کھٹونہ کے جاٹون پر حملہ کیا لیکن اوس لڑائی مین بہادر جاٹون نے اونکی تین ضرب توپ چھین لین اور انکو مارکر بھگا دیا زان بعد جھانسی بریگیڈ کی باغی فوج نے جو دہلی سے ولیداد خان کی مدد کیلیے بھیجی گئی تھی حمایت کرکے کھٹونہ پر حملہ کیا نتیجہ پہلے سے کچھ اچھا نپایا۔ بعد فتح دہلی کے جب حکام انگریزی ضلع بلندشہر کو واپس آئے تو اس باغی کے آدمیون نے سخت مقابلہ کیا لیکن شکست پائی اور ولیداد خان گنگا پار بھاگ گیا اور پھر کبھی گرفتار نہوا سننے مین آیا کہ نیپال چلا گیا قلعہ اوسکا مسمار کرادیا گیا اور مال و ملکیت سرکار کی ضبطی مین لے اس بدبخت باغی کے مشیر اسمعیل خان و غلام حمید خان و مہدی بخش و قاضی وزیر علی تھے۔

اسمعیل خان اوسکا قریبی رشتہ دار تھا جب ولیداد خان نے علم بغاوت اوٹھایا اسمعیل خان وہین موجود تھا۔ بعد شکست مالاگڈھ کے بریلی کو بھاگ گیا وہان خان بہادر خان باغی کا ملازم ہوا۔ جب بریلی پر سرکار کا دخل ہوگیا تو اسمعیل خان شاہجہانپور بھاگ گیا وہین گرفتار ہوا تحقیقات جرایم ہوکر اوسکو چودہ برس قید کی سزا دیگئی لیکن بعد کو ازراہ ترحم خسروانہ گورنمنٹ نے جرم اوسکا معاف کردیا اور وہ نواب صاحب رامپور کا ملازم ہوگیا۔ غلام حمید خان زمیندار چندیہ مواضعات پرگنہ برن کا تھا اور خوب آسودہ حال تھا۔ ولیداد خان سے اوسکی دوستی تھی بغاوت مین اوسکا شریک ہوگیا اور تحصیل کرنا زرمالگذاری کا اوسکے سپرد کیا گیا۔ اس کام کو اوس ظالم نے نہایت سختی و بیرحمی سے انجام دیا۔ زمینداران کو سخت اذیت پہونچائی اور بے عزت کیا بعد

شکست مالاگڈھ نامبردہ میرٹھ کو مفرور ہوگیا اور گرفتاری سے بچگیا لیکن زمینداری اوسکی ضبط سرکار ہوئی چند روز بعد معافی عام کے اشتہار کے سایہ مین اپنے گھر آگیا۔

مہدی بخش۔ یہ شخص پوتہ اوسی ٹھاکر دوندے خان کا تھا جس نے ۱۸۰۷؁ء مین گورنمنٹ انگریزی کا اس ضلع مین مقابلہ کیا جسوقت ماہ مئی ۱۸۵۷؁ء مین حکام انگریزی ضلع سے چلے گئے تو رحم علیخان اور اسکے والد مظہر علیخان فوراً سرگروہ باغیان نکلے اور کچھ جماعت آوارہ گردون کی جمع کر کے شکارپور مین جو اونکے مسکن سے قریب چھ میل کے تھا مقیم ہوئے۔ چودھری لچھمن سنگھ کے دیہات پر قبضہ کر کے اپنے آپکو پرگنہ شکارپور کا بادشاہی عامل مشہور کیا پھر جب حکام انگریزی نے ضلع مین دخل کیا دونون روہیلکھنڈ کی طرف بھاگ گئے وہان خان بہادر خان کی نوکری قبول کر کے سرکار کے چند خیرخواہ زمینداروں سے لڑے بعدہ بیکانیر کی طرف چلے گئے اثنائے راہ مین کئی سرکاری ملازمون کو بیگناہ قتل کیا۔ آخرش راجپوتانہ مین میجر ایڈن صاحب ریزیڈنٹ کے پاس حاضر ہوئے اور صاحب موصوف نے اونکو روانہ آگرہ کیا تاکہ اونکی نسبت تحقیقات کیجائے مظہر علیخان راستہ مین فوت ہوگیا۔ رحم علیخان بعد تحقیقات اور ثبوت جرم کے سزائے حبس دوام بعبور دریائے شور کے ہوا منجملہ جرائم کے جو رحم علیخان پر ثابت ہوئے ایک جرم یہ تھا کہ اوس نے ضلع آگرہ مین سڑک اعظم پر میجر واٹرفیلڈ صاحب کو بیگناہ قتل کیا۔ دوم نامبردہ نے ضلع متھرا مین تحصیل جلیسر پر اور ضلع آگرہ مین تھانہ بیاسٹ پر چھاپہ مارا اور ان وارداتون مین ایک تحصیلدار اور دو تھانہ دار مارے گئے۔ سوم نامبردہ نے ضلع بدایون مین ٹھاکر موتی سنگھ ساکن موضع گنوان کو بلا وجہ قتل کیا۔ علاوہ سزائے قید کے اوسکی ریاست کھیلیا ضبط سرکار کیگئی۔

سوم۔ عبداللطیف خان رئیس خانپور۔ یہ شخص ڈیڑھ سو گانون کا مالک اور اضلاع ملتبہ شہر اور میرٹھ کی بارہ بستی کے پٹھانون کا سردار تھا۔ بغاوت اوسکے ذمہ یہ ثابت ہوئی کہ اوس نے سرکاری فوج کا مقابلہ کرنے مین ولیداد خان کو مدد دی سرکار کی بدخواہی مین بادشاہ دہلی

سے خط وکتابت رکھی مجرمون کو سرکاری ملازمون کے حوالہ کرنے مین عذر کیا اور عند الطلب
زر مالگذاری نہ دیا - آخرکار جرم ثابت ہوکر نامبردہ کو سزاے حبس دوام بعبور دریاے شور
ہوئی اور کل جایداد معرض ضبطی مین آئی - بعدہٗ قصبہ شاہپور معہ چند دیہات گرد نواح
سید میر خان سردار بہادر کو سرکار سے انعام ملے -

اشخاص متذکرہ صدر اس ضلع کے نامی نامی باغی تعلقہ دارون مین تھے ان مین سے
ہر ایک کا ساتھ اوسکے رشتہ دارون اور متوسلون نے دیا مثلاً بلند شہر کے شیخ بہلیم معافیدار
ولیداد خان کے شریک ہوکر تباہ ہوئے - شکارپور کے سادات معافیدار رحیم علیخان
کی رفاقت کرکے اپنے قطعات معافی کھو بیٹھے اور بہت سے پٹھان عبد اللطیف خان کا
ساتھ دیکر برباد ہوئے - تعلقہ داران مندرجہ ذیل پر بھی الزام بغاوت لگایا گیا لیکن
معافی عام کے اشتہار نے اونکو سزا سے بچا دیا - سہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

اول - نواب مصطفی خان رئیس جہانگیرآباد - یہ نواب صاحب رشتہ دار ولیداد خان
کے تھے - اپنے مخالفین پر غالب رہنے کے لئے اونھون نے ولیداد خان سے مدد لی -
تحقیقات ہونے پر ثابت ہوا کہ نواب مصطفی خان نے سرکار انگریزی کی بدخواہی مین
بادشاہ دہلی کے ساتھ خط وکتابت کی چنانچہ اس جرم مین اونکو سزا سات برس قید کی
ہوئی لیکن گورنمنٹ نے قصور معاف کرکے سزا منسوخ کردی -

دوم - رانی چوہان جی ساکنہ انوپ شہر - یہ رانی راجگان انوپ شہر کے قدیم بڑگوجر
خاندان سے تھی - ضلع مین بے انتظامی ہوتے ہی رانی کے متوسلون نے قدیمی بڑگوجر
خاندان کی ریاستون پر جبراً قبضہ کرنا چاہا اور کنور ہمنچل سنگہ نواسہ رانی کو انوپ شہر
کا راجہ مشہور کردیا - تحقیقات ہوکر جرم ثابت ہونے پر رانی کی کل جایداد ضبط ہوئی لیکن
معافی قصور ہوکر پھر جایداد واپس دی گئی -

سوم - فیض احمد خان رئیس ملک پور - اس رئیس کے اوپر ضلع ہذا ضلع علیگڈھ

مین سنگین سنگین جرایم کا الزام تھا لیکن ہنوز مقدمہ عدالت مین دائر تھا کہ گورنمنٹ نے بموجب اشتہار معافی کے اوسکا قصور معاف کر دیا۔

چہارم - غلام غوث خان رئیس جھاجھر - یہ زمیندار ضلع بلندشہر کے ایک قدیم اور معزز خاندان قوم بلوچ سے ہے تحقیقات ہو کر ثابت ہوا کہ اوس نے باغی سپاہیون کو جو اکثر اسی کے قصبہ کے باشندے تھے پناہ دی اور اس جرم مین اوسکے واسطے سزائے قید بمیعاد سات برس معہ ضبطی جایداد تجویز ہوئی لیکن جب معلوم ہوا کہ غلام غوث نے ایک انگریزی افسر کی جان بچائی تھی تو قصور اوسکا گورنمنٹ سے معاف ہو کر سزا منسوخ ہوئی۔

پنجم - حرمت خان ساکن بنائر اول - اس شخص کی نسبت یہ الزام عاید کیا گیا تھا کہ اوس نے سرکار انگریزی کا بدخواہ بنکر باغیون سے خط و کتابت رکھی اور اون کے واسطے اپنے قلعہ مین سامان رسد جمع کیا لیکن بموجب اشتہار معافی کے اوسکا قصور معاف ہوا۔ جاٹ عموماً سرکار انگریزی کے خیر خواہ ہے اور گوجر و مسلمان راجپوت اکثر سرکار سے بدخواہ ہے۔ دیہات گرد و نواح کے گوجرون اور مسلمانون اور چارچہ کے سید معافیدارون کی نسبت ثابت ہوا کہ اونھون نے قصبہ سکندرآباد کی لوٹ مین تقدیم کی چنانچہ اس جرم مین علاوہ ضبطی جایداد کے اون پر سخت جرمانہ کیا گیا تحصیل سکندرآباد کے بر گلہ راجپوت بھی عموماً سرکار انگریزی کے بدخواہ رہے۔

بعد غدر ۱۸۵۷ء کے تین واقعات عظیم ہوئے - ایک ۱۸۶۰ و ۱۸۶۱ء کا قحط - دوسرا ۱۸۶۸ و ۱۸۶۹ء کا قحط - تیسرا بندوبست جدید - فقط

اللہ باقی من کل فانی

سید عبدالعزیز رئیس چھپراوت ضلع بلندشہر جنوری ۱۹۲۴ء